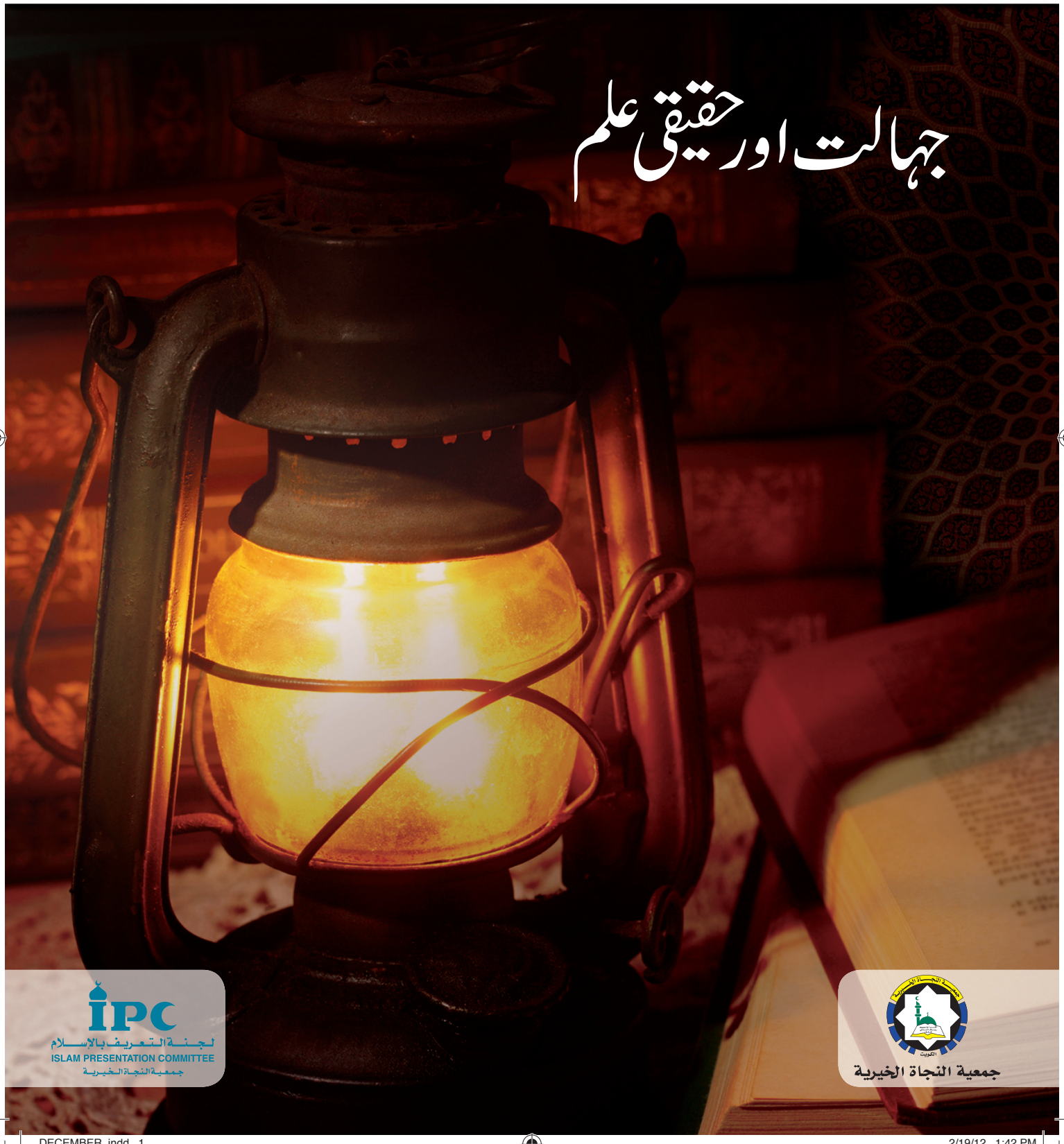
ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) شمارہ:37 فروری ۲۰۱۲ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

جہالت اور حقیقی علم



IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

جمعية النجاة الخيرية

DECEMBER .indd 1 2/19/12 1:42 PM

25 فروری کویت کے قومی تہوار اور آزادی کا پُر مسرت اور تاریخی دن ہے، جسے اہل کویت ''ہلا فبرایر'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اس مبارک اور حسین موقع سے ہم تمام اہل کویت کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں، ملک میں امن وامان کی بحالی، داخلی وخارجی سلامتی، اور امیر کویت عزت مآب شیخ صباح الاحمد الجابر الصباح حفظہ اللہ کی دانشمندانہ قیادت میں کویت کی تعمیر وترقی اور خوشحالی وشادابی کے لیے دعا گو ہیں۔



مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح
ماہنامہ

شمارہ:37 فروری ۲۰۱۲ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية الدعوة الخيرية

رابطہ کا پتہ

پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاة 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104,160
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
مصباح سائٹ: www.misbahmagazine.com

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

گرافک ڈیزائن
نادر بلال

مؤسسة زخرف للدعاية والإعلان
Zukhruf Advertising Agency
www.zukhruf.net
Tel. 99993072

اس شمارے میں

کالمز	مضامین	قلمکاران	صفحہ
تجلیات	بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا	صفات عالم محمد زبیر تیمی	2
صدائے عرش	بے حیائی کو پھیلانے والے مجرم ہیں	صفات عالم محمد زبیر تیمی	3
آئینۂ رسالت	ہر بدعت گمراہی ہے	پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ	3
ہدایت کی کرنیں	بالآخر وہ داعی بن گئی	فضیلۃ الشیخ نبیل العوضی	4
مناجاتِ الٰہی	دعا کے آداب	محمد ابرار کلیم القاسمی	5
ایمانیات	عقیدۂ رسالت	حافظ عبدالحفیظ	6
اصلاحِ معاشرہ	سود کی حرمت	مولانا محمد انور محمد قاسم سلفی	8
تعلیم وتربیت	جہالت اور حقیقی علم	مولانا حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی	11
روبرو	مولانا شمیم احمد خان ندوی سے ایک ملاقات	محمد خالد اعظمی	14
تاریخ کے البم سے	ایک سعادت مند باپ اور عظیم بیٹا	اعجاز حسینی	16
نکہتِ گل	ایک قدم، جانب منزل بس ایک قدم...	اعجاز الدین عمری	18
نقشِ راہ	کامیابی کا راز	محمد آصف ریاض	19
باغیچۂ اطفال	سنئے! آپ کا بچہ آپ سے کیا چاہتا ہے؟	اشتیاق احمد	20
خبر ونظر	عالمی خبریں	محمد خالد اعظمی	21
مکتوبات	مصباح میری نظر میں	رانا اعجاز حسین۔ایڈوکیٹ	21



ستقرأ في هذا العدد

☆كلمة العدد (نبذة عن حياة الداعية الدكتور عبدالرحمن السميط) ☆ قبس من القرآن الكريم (اشاعة الفاحشة في المجتمع المسلم) ☆ قبس من الأحاديث النبوية (كل بدعة ضلالة) ☆أنوار الهداية (.....وأصبحت داعية) ☆آداب الدعاء ☆ عقيدة الرسالة ☆ تحريم الربا والمعاملات المصرفية الربوية ☆ الجهل وقبحه والعلم وفضله ☆حوار مع فضيلة الشيخ شميم أحمد خان الندوى ☆ صفحة من التاريخ ☆ أوراق ذهبية ☆ سر النجاح ☆ ماذا يريد الأطفال منك أيها المربى ؟☆ الأخبار العالمية ☆ بريد المصباح

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ہماری اکثریت دوسروں کی خدمات کا اعتراف بہت کم کرتی ہے، ہمارے بیچ مثبت سوچ کے حامل افراد خال خال نظر آتے ہیں، جبکہ منفی ذہن رکھنے والے بکثرت پائے جاتے ہیں، اگر اعتراض کرنے، بیجا نقد وتبصرہ کرنے اور بال کی کھال نکالنے کا معاملہ آئے تو اس میں لوگوں کی اچھی خاصی تعداد مل جائے گی۔ لیکن جب خدمات کے اعتراف اور کارناموں کی تحسین وستائش کا معاملہ آئے تو اکثر لوگوں کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔

آج ہم اپنے معاشرے میں رول ماڈل کے فقدان کا رونا روتے ہیں، ہمیشہ ہماری یہ شکایت ہوتی ہے کہ ہمارے بیچ نمونہ کی زندگی گذارنے والے عنقا ہوتے جارہے ہیں۔ ہماری نئی نسل کے سامنے عملی پیکر اور کردار کے غازی دکھائی نہیں دیتے۔ یہ شکایت صد فیصد بجا ہے لیکن کیا ہم نے اپنے معاشرے کے باہمت اور اعلی سوچ کی حامل شخصیات سے کم از کم اپنی نئی نسل کو متعارف کرایا، کیا یہ واقعہ نہیں کہ ہمارے بیچ سے کتنے اعلی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے افراد چلے گئے لیکن ان کی زندگی کے روشن پہلو ہماری نئی نسل کے سامنے نہ آسکے۔

انہیں باہمت اور اعلی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی شخصیات میں سرزمین کویت کی ایک گمنام شخصیت ڈاکٹر عبدالرحمٰن السمیط کی ہے، جو تقریباً گذشتہ ایک ماہ سے صاحبِ فراش ہیں، آپ عالم اسلام کے معروف داعی اور جمعیۃ العون المباشر کے مؤسس ہیں، آپ کی زندگی میں سارے مسلمانوں کے لیے بالعموم اور عصری تعلیم حاصل کرنے والے نوجوانوں کے لیے بالخصوص بہت بڑا پیغام ہے کہ وہ جہاں اور جس میدان میں رہیں اسلام کے سپوت بن کر رہیں، اسلام کے غلبہ کے لیے فکرمند رہیں، اور اسلام کی خدمت کے لیے ایک لمحہ بھی فروگذاشت نہ کریں۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن السمیط نے سن 1947ء میں کویت کی سرزمین پر ایک خوشحال گھرانے میں آنکھیں کھولیں، بچپن سے خدمتِ خلق ان کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی، سیکنڈری میں زیر تعلیم تھے تو اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر یومیہ اخراجات میں سے کٹوتی کر کے کچھ رقم جمع کیا اور اس سے ایک گاڑی خریدی، اور اپنے ایک ساتھی کو اس خدمت پر مامور کیا کہ معمولی تنخواہ پانے والے تارکین وطن کو مفت میں ڈیوٹی کے مقامات اور ان کی رہائش گاہوں تک پہنچادیا کریں۔ بغداد یونیورسٹی میں میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کے زمانہ میں اپنے اخراجات سے ایک خطیر رقم نکالتے اور ان سے اسلامی کتابیں خرید کر مساجد میں تقسیم کردیتے۔ گھر کی مالی حالت اچھی تھی اور اسکولرشپ بھی ملتا تھا پھر بھی دن رات میں ایک مرتبہ ہی کھانا کھاتے، بیڈ پر سونے کو آرام پسندی اور آسائش خیال کرتے اور زمین پر سونے کو ترجیح دیتے تھے، میڈیکل کی اعلی تعلیم کے لیے یورپ کا سفر کیا تو وہاں بھی ہر مسلم طالب علم سے ایک ڈالر ماہانہ جمع کرتے اور اسلامی کتابیں شائع کر کے جنوب مشرقی ایشیا اور افریقہ کے ممالک میں بھیج دیا کرتے تھے۔

میڈیکل کی تعلیم سے فراغت کے بعد کویت کے صباح ہاسپٹل میں بحیثیت ڈاکٹر بحال کئے گئے، جہاں آپ مریضوں کے معالجہ کے ساتھ ان کی عیادت کرتے، ان کے خانگی، اجتماعی اور اقتصادی حالات کی جانکاری لیتے اور ان کی امداد بھی کرتے تھے۔ کمزوروں اور بدحالوں کے ساتھ آپ کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ ایک مرتبہ افریقی ممالک کے دورہ کا موقع ملا جہاں آپ نے دیکھا کہ ایک طرف افریقہ کے مسلمان بری طرح سے قحط سالی کا شکار ہیں تو دوسری طرف عیسائی مشینریز ارتدادی مہم میں سرگرم اور پرجوش ہیں، اس نازک صورت حال کے سامنے ان کی غیرت ایمانی بیدار ہوئی، چنانچہ جسمانی علاج کی بجائے روحانی علاج کے لیے خود کو وقف کردیا۔ کویت کی آرام پسند زندگی کو خیرباد کہہ کر افریقی ممالک میں 30 سال کی طویل مدت گذاری، اس عرصہ میں ان کے ہاتھ پر 8500000 لوگ مشرف باسلام ہوئے، 590 مساجد تعمیر کیں، 860 مدرسے قائم کئے، 4 یونیورسیٹیاں قائم کیں، 7 ریڈیو اسٹیشن لانچ کیے اور 168 ہاسپٹل بنائے۔ دعوت کے لیے کسی بستی میں پہنچنا ہوتا تو سو سو کیلومیٹر تک پیدل چلتے، پیر کے جوتے ٹوٹ جاتے، گاڑی خراب ہوجاتی، لیکن ہمت نہ ہارتے۔

متعدد بار آپ پر جان لیوا حملے کیے گئے، دو مرتبہ آپ کو پابند سلاسل کیا گیا، پہلی بار قریب تھا کہ جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔ دوسری بار عراقی خفیہ ایجنسیوں نے اغوا کر کے ان کے چہرے، ہاتھ اور قدم سے گوشت تک نوچ ڈالا۔ ذیابطیس کے مسلسل مریض تھے، تین بار سر اور دل کا دورہ پڑا، لیکن یہ ستم سامانیاں اور جسمانی عارضے ان کے پائے استقلال میں کبھی جنبش نہ لاسکے، دین کی خدمت کے لیے گویا اپنی زندگی وقف کردی تھی، دعوت اور رفاہی خدمات کے لیے دوڑ دھوپ کرنا ان کا محبوب مشغلہ تھا، یہ ساری کاوشیں جنت کی طلب میں تھیں۔ اسی لیے جب ان سے ایک مرتبہ ایک انٹرویو میں پوچھا گیا کہ آپ سفر کے مشاغل سے کب فرصت پائیں گے؟ تو ان کا جواب تھا:

''جس دن آپ مجھے جنت کی ضمانت دے دیں گے، اور ظاہر ہے کہ جنت کی ضمانت نہیں دے سکتے تو پھر موت کے آنے تک عمل کرنے سے کسی کو چارۂ کار نہیں کہ حساب وکتاب کا مرحلہ بڑا سخت ہے۔ اور کیوں کر میں بیٹھ جاؤں جب کہ لاکھوں لوگ اس بات کے ضرورتمند ہیں کہ کوئی ان کو ہدایت کا راستہ دکھائے، کیوں کر میں آرام کی زندگی گزاروں جب کہ ہر ہفتہ لوگ ایک کثیر تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہورہے ہیں۔''

ڈاکٹر عبدالرحمٰن السمیط کو ان کی گرانقدر رفاہی خدمات کے اعتراف میں ملک وبیرون ملک کی مختلف حکومتوں اور تنظیموں کی طرف سے بے شمار ایوارڈز سے نوازا گیا جن میں شاہ فیصل ایوارڈ قابل ذکر ہے۔ آپ نے ایوارڈ میں ملنے والی خطیر رقم کو افریقی بچوں کی تعلیم پر وقف کردیا جس سے کتنے افریقی بچے اعلی تعلیم سے بہرہ ور ہوئے۔

عزیز قاری! جب ہم اس بے مثال شخصیت کی دعوتی اور رفاہی خدمات پر نظر ڈالتے ہیں تو لگتا ہے کہ انہوں نے صدیوں کا سفر دنوں میں طے کیا ہے، ایک حکومت اور جماعت کے کرنے کا کام تن تنہا کیا ہے، آپ صحیح معنوں میں اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں۔ علامہ اقبال نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

آیئے! عرش عظیم کے رب سے دعا کرتے ہیں کہ ڈاکٹر موصوف کو شفائے عاجلہ کاملہ نصیب فرمائے اور ان کی خدمات کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ پھر موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ ہم ڈاکٹر موصوف کو ان کی گرانقدر دعوتی اور رفاہی خدمات میں نمونہ بنائیں اور اپنی نئی نسل کی انہیں خطوط پر تربیت کریں تاکہ وہ جس میدان اور جس شعبہ میں رہیں اسلام کے علمبردار بن کر رہیں۔

صفات عالم محمد زبیر تیمی

safatalam12@yahoo.co.in

DECEMBER .indd 2 2/19/12 1:42 PM

صفات عالم محمد زبیر تیمی

بے حیائی کو پھیلانے والے مجرم ہیں

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

(سورۃ النور 19)

ترجمہ: ''جولوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔''

تشریح: مسلم معاشرے میں ہمیشہ نیک عادات کا چلن ہونا چاہیے تاکہ معاشرہ پاکیزہ رجحانات کا حامل بن سکے، جھوٹی خبر کی اشاعت، بے حیائی کی طرف دعوت اور معاشرے میں بُرے رجحانات کی تبلیغ اس قدر مذموم حرکت ہے کہ اللہ رب العالمین نے ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کی دھمکی دی ہے۔ ظاہر ہے کہ معاشرے میں جب برے رجحانات عام ہوں گے تو معاشرہ انارکی کا شکار ہوگا، برائیاں سر چڑھ کر بولیں گی، بے حیائی اور بدکاری کا دور دورہ ہوگا اور اس طرح پورا معاشرہ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا۔

آیت کے ظاہری الفاظ فحش پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں: ☆ جولوگ پاک دامن مردوں اور عورتوں کی عفت داغدار کرنے کے لیے ان پر تہمت لگاتے ہیں۔ ☆ جولوگ جنسی انارکی کو ہوا دینے کے لیے بدکاریوں کے اڈے قائم کرتے ہیں۔ ☆ جولوگ شہوات کو بھڑکانے والے قصے، کہانیوں، گانوں اور کھیل تماشوں پر مشتمل پروگرام تیار کرتے، اس قبیل کے رسالے اور لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ ☆ جولوگ کلبوں اور ہوٹلوں میں رقص وسرود کی محفلیں سجاتے اور مخلوط تفریحات کا انتظام کرتے ہیں۔ ☆ جولوگ اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور فلمی ڈراموں کے ذریعہ بے حیائی پھیلا رہے ہیں اور گھر گھر اسے پہنچا رہے ہیں۔ ☆ جولوگ اپنے گھروں میں ٹی وی لاکر رکھے ہوئے ہیں اور ان کے اہل خانہ اس سے بے حیائی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ☆ جولوگ اپنی دکانوں میں فحش لٹریچر، مخرب اخلاق رسالے، سی ڈیز، ویڈیوز، اور نشہ آور اشیاء فروخت کرتے ہیں۔

قرآن کے مطابق یہ سارے لوگ مجرم ہیں اور یہ سب اس جرم میں برابر کے شریک ہیں جن کو آخرت میں ہی نہیں دنیا میں بھی سزا ملنی چاہیے کہ ان کی بے حیائی خود ان تک محدود نہیں بلکہ یہ مسلم معاشرے میں بھی بدکاری اور بداخلاقی کو فروغ دینے کا موجب بن رہی ہے۔

پھر اللہ رب العالمین نے بیان فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ اس طرح کی حرکت کے اثرات معاشرے میں کہاں کہاں پہنچتے ہیں، انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کتنے لوگوں کو متاثر کرتے ہیں، کتنے گھروں میں بداخلاقی کا چلن ہوتا ہے، کتنے گھر برباد ہوتے ہیں اس کا صحیح اندازہ اللہ تعالی ہی کو ہے۔ اس لیے اللہ تعالی پر اعتماد کرو اور جن برائیوں کی وہ نشاندہی کر رہا ہے ان سے خود بچو اور مسلم معاشرے کو بچانے کی کوشش کرو کہ یہ ظاہر میں تو معمولی برائی لگتی ہے لیکن اس کے اثرات نہایت خطرناک ہیں۔

پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ

ہر بدعت گمراہی ہے

عن عائشة رضی الله عنها قالت : قال رسول الله ﷺ : من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد (رواه البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے اس دین میں کسی نئی چیز کو ایجاد کیا جو اس میں نہیں ہے وہ ناقابل قبول ہے''۔

تشریح: قرآن مجید میں بہت واضح طور پر بیان کیا جا چکا ہے کہ میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اس دین کے ناطے تمہیں اپنی تمام نعمتیں عطا کر دیں اور تمہارے لیے دینِ اسلام کو بحیثیت ضابطۂ حیات منتخب کیا (سورۃ المائدۃ: 3) مطلب یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کا اختیار کسی انسان کو حاصل نہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ بھی دین اور شریعت کے معاملے میں اپنی مرضی سے کوئی ترمیم یا اضافہ نہیں کرتے جیسے قرآن مجید نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی اور خواہش سے دین کے معاملہ میں کوئی گفتگو نہ فرماتے مگر وہی کچھ بتاتے ہیں جو انہیں اللہ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔''

دین کا ہر حکم بڑا صاف اور واضح ہے۔ اس میں کوئی پیچیدگی یا الجھاؤ نہیں ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لقد ترکتکم علی مثل البیضاءِ لیلُها کنهارِها لایزیغ عنها الا هالک (ترغیب وترهیب) ''تحقیق کہ میں نے تمہیں صاف اور سیدھے راستے پر چھوڑا جس کی رات کی سیاہی بھی دن کی روشنی کی مانند ہے، اس صراط مستقیم سے وہی منحرف ہوگا جو اپنے آپ کو ہلاک اور تباہ کرنا چاہے گا۔''

دین اسلام ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے، لہذا قرآن اور سنت میں اپنی طرف سے کسی نئی شے کا اضافہ بدعت (ایجاد بندہ) ہے۔ بدعت کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار (مسلم) ''دین کے معاملے میں ہر نئی شے بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔

امام مالکؒ نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے: ''جو آدمی دین کے اندر اپنی طرف سے کوئی پیچ لگائے یا کسی نئی شے کا اضافہ کرے گویا اس نے یہ سمجھا کہ رسول اکرم ﷺ نے اللہ کا حکم پہنچانے میں غلطی کی اور پورا پورا دین نہیں پہنچایا، اس کے احکامات کو من وعن پہنچانے سے گریز کیا۔

ہمیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشیں کر لینی چاہیے کہ بظاہر کوئی کام کتنی بڑی نیکی ہی کیوں نہ ہو جب تک اسے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اور سند حاصل نہ ہو (یعنی سنت کے مطابق نہ ہو) وہ کبھی بھی نیکی قرار نہیں پائے گا اور نہ ہی اللہ کے قرب کا باعث بن سکے گا۔

ہمارے ہاں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگوں نے بہت سی بدعات ایسی گھڑ رکھی ہوتی ہیں جن کا قرآن وسنت سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک میں خصوصاً جو رسم ورواج شادی مرگ اور نذر ونیاز کے سلسلے میں ہندو معاشرے سے اخذ شدہ ہیں وہ سب بدعات میں شمار ہوتے ہیں۔

آخر میں ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا ضروری ہے کہ آج کل کچھ لوگوں نے دین کے اندر ''بدعت حسنہ'' کے نام سے بہت سے نئے اعمال گھڑ کر دین کا حصہ بنا دیا ہے۔ لہذا بدعت حسنہ ہو یا بدعت سیئہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بدعت کا معنی ہی ''ایجادِ بندہ'' ہے اور دوسرے الفاظ میں بدعت حسنہ سے مراد وہ عمل ہوگا جو (نعوذ باللہ) حضور ﷺ کی سمجھ یا فکر میں نہ آیا ہو۔ اور خواہ مخواہ اسے شریعت کا حصہ بنانے کی کوشش کی گئی ہو۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ہر خطبہ میں فرمایا: کل بدعة ضلالة ..... (لفظ 'کل' پر بہت زور دیا) اور ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم بتایا۔

DECEMBER .indd 3 2/19/12 1:42 PM

بالآخر وہ داعی بن گئی

فضیلۃ الشیخ نبیل العوضی



وہ ایک عیسائی خاتون تھی، اس نے اپنی ایک مسلمان سہیلی جو اسلامی اخلاق کی پابند تھی کو عیسائیت کی دعوت دینے کا فیصلہ کیا، لیکن خود مسلم سہیلی کے اخلاق اور کردار سے اس قدر متاثر ہوئی کہ اس کے دین کو گلے لگالیا۔

کہتی ہے: ''میں اپنی سہیلی کے اخلاق سے بیحد متاثر ہوئی اور اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا لیکن اہل خانہ کا خوف مجھے کھائے جارہا تھا جس کی وجہ سے اسلام کا اعلان تو نہ کیا تاہم دل میں اسلام چھپائے رکھی۔''

ملازمت کے غرض سے کویت آئی تو مجھے IPC کا پتہ چلا جس نے خواتین کے لیے باضابطہ الگ سے خاص شعبہ قائم کررکھا ہے جو نومسلم خواتین کی دینی، اجتماعی اور نفسیاتی تربیت کا اہتمام کرنے کے ساتھ غیر مسلم خواتین کو اسلام کی طرف دعوت دینے میں ہمہ وقت مشغول ہے۔

میں بیتابانہ IPC پہنچ گئی تاکہ اسلام سیکھ سکوں، کلاس میں حاضر ہوکر اسلام کی بنیادی تعلیم حاصل کرنے لگی، بالآخر اس قابل ہوگئی کہ اپنے اہل خانہ کو اسلام کی طرف دعوت دے سکوں، چنانچہ میں نے اپنی ماں، اپنی بہن اور گھر کے افراد کو اسلام کی دعوت دی اور الحمدللہ انہوں نے اسلام قبول بھی کرلیا..... کیا آپ جانتے ہیں..... میں اسلام میں کیسے آئی؟ سہیلی کے اخلاق اور کردار کی بنیاد پر.....

جی ہاں! ہمارا دین اسلام حسن اخلاق کا پیکر ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: انما بعثت لأتمم مکارم الاخلاق'' مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ مکارم اخلاق کی تکمیل کردوں''۔ ہم لوگوں سے عمدہ اخلاق، اچھے رویہ سے معاملہ کرتے ہیں، انہیں دل پذیر اسلوب میں اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ''آخر اس شخص کی بات سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا، نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں''۔

فی الواقع اس خاتون کا معاملہ عجیب ہے..... اس نے اپنی مسلمان سہیلی کو دین کی دعوت دینے کے لیے پلاننگ کی جبکہ کتنے ایسے مسلمان ہیں جو اسلام کو وراثت میں ملی ہوئی جائداد سمجھ رہے ہیں، کبھی انہیں توفیق نہ ہوئی کہ غیر مسلموں کو اسلام کی آفاقی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔

ترتیب: ادارہ

MTV سے مکہ مکرمہ تک



میوزک ٹی وی چینل MTV کی مشہور اناؤنسر کرسٹیان بیکر نے 1995 میں اسلام قبول کیا تھا۔ حال ہی میں ان کی ایک کتاب 'MTV سے مکہ مکرمہ تک' منظرعام پر آئی ہے۔ جس میں انہوں نے قبولِ اسلام کی مفصل روداد بیان کی ہے اور واضح کیا ہے کہ اسلام نے کیسے ان کی زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔ وہ کہتی ہے کہ MTV میں اس کو روحانیت سے خالی زندگی کا تجربہ کرنا پڑا جس کے باعث اس نے اسلام کو گلے لگایا اور سعادت مند زندگی سے مالا مال ہوئی۔ قبول اسلام کے بعد اسے جرمن میڈیا کی سخت تنقید کا بھی سامنا کرنا پڑا، اسی طرح اس کے قریبی اور خاندان والوں نے بھی لاپرواہی برتی، تاہم کچھ دنوں کے بعد ہی اس کے والدین کا رویہ بالکل سنجیدہ ہوگیا، اب وہ ان سے بہت خوش ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں آج اسلام کو پاکر بڑی سعادت کی زندگی گذار رہی ہوں، جس نے مجھے اونچا مقام عطا کیا ہے۔ اس سے میرے اہل خانہ بھی بہت متاثر ہوئے ہیں، حالیہ دنوں میری اولیں ترجیحات میں اہل خانہ تک اسلام کی دعوت پہنچانی ہے۔

امریکی نرس حلقہ بگوشِ اسلام

ریاض کے بطحاء دعوتی سینٹر میں ۷ غیر ملکی خواتین نے اسلام کی سعادت حاصل کی جن میں ایک چالیس سالہ امریکی نرس بھی ہے۔ دعوتی سینٹر کے مدیر شیخ نوح القرین نے ایک پریس ریلیز میں کہا کہ امریکی نرس جو ریاض کے ایک ہاسپٹل میں ملازمت کرتی ہے، اس نے اپنی مسلمان سہیلیوں سے اسلام کی بابت سنا تو بہت متاثر ہوئی اور اسلام کا تعارف حاصل کرنے کی خواہش سے بطحاء دعوتی سینٹر کی زیارت کی یہاں تک کہ اسے اسلام کی سعادت نصیب ہوگئی۔ اس سے پہلے ہفتہ میں ۶ غیر ملکی خواتین نے بھی اسلام قبول کیا۔

امریکی کوچ اسلام کے سایہ میں



سعودی ہلال فٹ بال ٹیم کو ٹریننگ دینے والے امریکی کھلاڑی مارٹن بیور نے اسلام قبول کرلیا۔ اس نے جدہ کے دعوتی سینٹر کی زیارت کرکے اسلام کو گلے لگایا۔ دعوتی سنٹر کے مدیر بدر العلیان نے کہا کہ ۲۵ سالہ بیور نے ہلال کمیٹی کے کھلاڑیوں کے حسن اخلاق اور سعودی عرب کے روحانی ماحول کا مشاہدہ کرنے، قرآن سننے اور باجماعت نماز کا روح پرور منظر دیکھنے سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا ہے۔ بیور جس کا نام 'محمد' رکھا گیا نے کہا کہ میں نے اسلام شرح صدر سے قبول کیا ہے، اسلام میری ذاتی پسند ہے، اور ہر انسان کو اختیار ہے کہ وہ جو دین چاہے اختیار کرے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ''جب میں نے کسی اسلامی چینل پر خانہ کعبہ اور طواف کا خوشنما منظر دیکھا تو امریکہ روانگی سے قبل ہی میرے اندر اسلام کی بابت جانکاری حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوگیا تھا۔ البتہ جدہ دعوتی سنٹر میں جانے کے بعد انگریزی زبان کے ایک داعی نے مجھے انگریزی میں 'تعارف اسلام' پر مبنی چند لٹریچر دیئے جس کے مطالعہ کے بعد میں اسلام سے پوری طرح مطمئن ہوگیا۔

اس سے قبل اگست 2010 میں ہلال کمیٹی کے ڈاکٹر بلجیئم کارل ولیم نے ریاض کے بدیعہ دعوتی سنٹر میں اسلام قبول کیا تھا اور اپنا نام 'فیصل' رکھا تھا۔

DECEMBER .indd 4 2/19/12 1:42 PM

مناجات الٰہی
آخری قسط

دعا کے آداب

محمد ابرار کلیم القاسمی (کویت)
ab_rar30@yahoo.co.in

دعا کی قبولیت کے آداب میں یہ شامل ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرے، خوب خوب بندگی کرے، تقوی اور پرہیزگاری کی راہ اپنائے، اگر تقوی اور پرہیزگاری کی روح نہ رہے تو انسان کی زندگی سے امن وسکون عنقا ہوجاتا ہے اور پھر یہ صراط مستقیم سے منحرف ہو کر اپنی ناکامی کا نوشتۂ تقدیر خود اپنے ہاتھوں تیار کرلیتا ہے، تقوی تو یہ ہے کہ کبر ونخوت اور غرور وسرکشی سے عاری اور تواضع وانکساری کے جذبات سے سرشار ہو، جس کے لیے اللہ کی عطا کردہ نوازش کا احساس اور خالق دوجہاں کے منعم علم ہونے کا ایمان مہمیز کرتا ہے۔

اسی طرح جو بھی صلاحیت اور توانائیاں ہوں وہ راہ الٰہی میں کھپادے، پھر اللہ تعالی سے نصرت واعانت اور فتح وکامرانی کی دعا کرے، اللہ تعالی کو تو پرخلوص جدوجہد اور صرف اسی پر توکل کرنا اور اسی سے مانگنا محبوب ہے، اللہ تعالی نے ایسے ہی لوگوں کو فاتح اور غالب کرنے کا وعدہ کیا ہے خواہ تعداد میں تھوڑے ہوں اور وسائل کی قلت ہو۔

دعا کی قبولیت میں بے شمار موانع ہیں: مثال کے طور پر حرام کھانا، حرام پینا اور حرام لباس زیب تن کرنا، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''آدمی لمبا لمبا سفر کرے گا، پراگندہ حال، غبار آلود معلوم ہوگا، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے گا یارب یارب اور اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کی پرورش حرام غذا سے ہوئی ہو تو اس کی دعا کہاں سے قبول کی جائے گی''۔(رواہ مسلم، رقم 1015)

ایک دوسری حدیث میں ہے: أطبْ مطعمک تکن مستجاب الدعوة. ''اپنے کھانے کو عمدہ کرو۔ حلال کھانا کھاؤ۔ تمہاری دعا قبول کی جائے گی''۔

دوسری چیز موانع دعا میں اخلاص کی کمی ہے، اس لیے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: فادعوا اللہ مخلصین له الدین ''پس اللہ تعالی کو پکارو، اسی کے لیے عبادت کو خالص کرتے ہوئے''۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا فلاتدعوا مع اللہ احداً. (سورة جن 18) ''اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو''۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تعرف إلی اللہ فی الرخاء یعرفک فی الشدة. (رواہ الترمذی 2516) ''اللہ تعالی کو خوش حالی میں یاد کرو اللہ تعالی تم کو سختی میں یاد کرے گا''۔ یعنی یہ کہ جب بندہ اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اس کے حدود کی پاسداری کرتا ہے اور خوش حالی میں اس کے حقوق کی رعایت کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اسے معرفت خداوندی حاصل ہوجائے گی اور اللہ تعالی اس کو سختیوں سے بچائے رکھے گا۔ حدیث میں ہے:

''بندہ مجھ سے نوافل کے ذریعہ قربت حاصل کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں، لہذا جب میں اسے محبوب سمجھتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں''۔(رواہ البخاری 6502)

اللہ تعالی غافل کی دعا قبول نہیں کرتا چنانچہ مستدرک حاکم میں مروی ہے کہ: أدعوا اللہ وأنتم موقنون بالإجابة (رواہ الترمذی 3479 وحسنہ الألبانی فی الصحیح 594) ''اللہ تعالی سے دعا کرو اور قبولیت کی یقین رکھو) یعنی اللہ تعالی غافل اور لاپرواہ دل سے نکلی ہوئی دعا کو قبول نہیں کرتا ہے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: إن اللہ یحب الملحین فی الدعاء، (أخرجہ البیهقی فی: الشعب: 1108) ''اللہ تعالی دعا میں بہت زیادہ تضرع اور خضوع وخشوع کرنے والے اور بہت زیادہ مانگنے والے کو پسند کرتا ہے''۔

دعا عبادت ہے، نجات کا ذریعہ ہے لہذا جو بھی دعا سے اعراض کرے، اللہ سے نہ مانگے اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وقال ربکم ادعونی أستجب لکم إن الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین (سورہ غافر 60) ''اور تمہارے رب کا فرمان سرزد ہوچکا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہوکر جہنم میں جائیں گے''۔ لہذا اسی سے سب کچھ ہونے کی لو لگائیں، وہی حاجت روا مشکل ہے، اس کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہ ہوں اور ہر لمحہ، ہر پل اسی سے مانگیں۔

شیخ احسان بن محمد العتیبی

روایتیں جو ثابت نہیں

میرے مرتبے کا وسیلہ پکڑو

توسلوا بجاهی فان جاهی عند اللہ عظیم

ترجمہ: میرے مقام ومرتبہ سے وسیلہ پکڑو کیونکہ میرا مرتبہ اللہ کے ہاں بہت بڑا ہے''۔

[امام ابن تیمیہؒ اور شیخ البانیؒ نے کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں [اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ (2/ 415) السلسلة الضعیفة (22)]

امت کا اختلاف رحمت ہے

اختلاف أمتی رحمة ''میری امت کا اختلاف رحمت ہے''۔

[موضوع: الاسرار المرفوعة (506) تزیہ الشریعة (2/ 402) شیخ البانیؒ نے کہا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ [السلسلة الضعیفة (11)]

طلاق سے عرش کانپ اٹھتا ہے

تزوجوا ولا تطلقوا، فان الطلاق یهتز له العرش

''شادی کرو اور طلاق مت دو۔ کیونکہ طلاق سے عرش کانپ اٹھتا ہے''

موضوع: ترتیب الموضوعات (694) الموضوعات للصغانی (97) تنزیہ الشریعة (2/ 202)

فکر آخرت کی فضیلت

فکرة ساعة خیر من عبادة ستین سنة ''قیامت کی فکر ساٹھ (60) سال کی عبادت سے بہتر ہے''۔

[موضوع: تنزیہ الشریعة (2/ 305) الفوائد المجموعة (723) ترتیب الموضوعات (964)]

کائنات کی تخلیق رسول اللہ ﷺ کے لیے

لولاک ما خلقت الدنیا ''(اے پیغمبر!) اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا''

موضوع: اللؤلؤ المرصوع للمشیشی (454) ترتیب الموضوعات (196) السلسلة الضعیفة (282)

ایک سنت زندہ کرنے سے سو شہیدوں کا اجر

من تمسک بسنتی عند فساد أمتی فله أجر مائة شهید ''جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اس کے لیے 100 شہیدوں کا اجر ہے''۔

[ضعیف جداً: ذخیرة الحفاظ (4/ 5174) السلسلة الضعیفة (326)]

DECEMBER .indd 5 2/19/12 1:42 PM

عقیدۂ رسالت

حافظ حفیظ الرحمٰن (کویت)

توحید کے بعد اسلام کا دوسرا بنیادی عقیدہ، عقیدۂ رسالت ہے۔ اسلام کی اصطلاح میں رسول اس کو کہتے ہیں جو اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں کو پہنچائے۔ رسالت کا عقیدہ درحقیقت اس تہذیب کی بقا اور جان ہے جسے اسلام نے قائم کیا۔ جو لوگ منصب رسالت پر سرفراز کیے گئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو غیر معمولی علم، تدبر، قوت فیصلہ اور نور بصیرت عطا کیا گیا۔ انہوں نے جو دعوت پیش کی علم اور دلیل کے ساتھ پیش کی، اسی لیے ایک رسول اور فلسفی میں بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ فلسفی جو کچھ کہتا ہے وہ عقل وظن کی بنیاد پر کہتا ہے جبکہ انبیاء ورسل جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی کی بنیاد پر کہتے رہے:

اللہ تعالیٰ کے رسول دنیا کی تمام قوموں میں آئے اور ان سب نے اسلام کی تعلیم دی اور ہمارے نبی ﷺ وہی تعلیم دینے کے لیے سب سے آخر میں تشریف لائے، اس لحاظ سے اللہ کے تمام رسول ایک گروہ کے لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ولقد بعثنا فی کل أمة رسولا أن اعبدالله واجتنبوا الطاغوت﴾ "ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا (تاکہ وہ لوگوں کو بتائے) اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے دور رہو"۔ (النحل-36)

تمام انبیاء ورسل اس لیے دنیا میں تشریف لائے کہ اللہ کے دین کی بالادستی قائم ہو اور لوگوں پر حجت نہ رہے کہ ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ اے اللہ تیری عبادت، اطاعت اور فرماں برداری کیسے کرنی ہے- اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿رسلا مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی الله حجة بعد الرسل﴾ (النساء – 165) "پیغمبروں کو (اللہ تعالیٰ) نے خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ رسولوں کو بھیجنے کے بعد لوگوں کی اللہ پر کوئی حجت نہ رہے"

سب رسول بشر تھے، وہ کھاتے پیتے تھے، بیمار اور تندرست ہوتے تھے، بھول جاتے یاد کرتے تھے، زندہ رہتے اور وفات پاتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں علی الاطلاق افضل واکمل تھے۔ جب تک تمام انبیاء ورسل پر ایمان نہ رکھا جائے کوئی بھی شخص صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔ مسند احمد میں حضرت ابوذر غفاری ؓ سے منقول ایک طویل حدیث میں آیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری نے دریافت کیا: یارسول اللہ! انبیاء کی تعداد کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا: مائة ألف وأربعة وعشرون ألفاً، الرسل من ذلک ثلاثمائة وخمسة عشر جماً غفیراً (صححه الألبانی فی الصحیحة 2668) "ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں، ان میں تین سو پندرہ رسول ہیں"۔

اس کے بعد ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! دنیا میں سب سے پہلا نبی کون ہے، آپ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام۔

رسول کے معنی فرستادہ، بھیجا ہوا اور قاصد کے ہوتے ہیں۔ نبی 'نبأ' سے مشتق ہے جس کے معنی خبر کے ہیں اور اس اصول سے نبی کے معنی خبر دینے والا قرار پایا۔ بعض کے نزدیک نبی کا مادہ 'نَبُوَة' سے ہے جس کے معنی بلند مرتبہ، عالی مقام کے ہیں۔

رسول کا لفظ نبی کی نسبت خاص ہے۔ البتہ علماء کے نزدیک یہ جو مشہور ہے کہ "نبی وہ ہوتا ہے جس کو اللہ نے شریعت کی وحی تو کی ہو لیکن اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیا ہو، اور رسول وہ ہوتا ہے جس کی طرف شریعت کی وحی بھی کی ہو اور اسے تبلیغ کا حکم بھی دیا ہو" اس تعریف میں معنویت نہیں ہے کیونکہ نبوت ورسالت کا تقاضا ہی تبلیغ ہے۔ اس لیے راجح تعریف یہ ہوگی کہ "رسول وہ ہے جس کی طرف نئی شریعت کی وحی کی گئی ہو جبکہ نبی وہ ہے جسے پہلی شریعت کی تبلیغ کے لیے ہی مبعوث کیا گیا ہو"۔

(الرسل والرسالات، ڈاکٹر عمر سلیمان الأشقر صفحہ 13)

رسول کی اطاعت ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم کو اللہ کے احکام وفرامین پہنچتے ہیں۔ کوئی اطاعت اللہ اور رسول کی سند کے بغیر معتبر نہیں ہے۔ رسول کی پیروی سے منہ موڑنا، اللہ کی اطاعت سے بغاوت ہے۔

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ قریش کے ایک معزز خاندان بنو ہاشم میں پیدا ہوئے، (قمری حساب سے) جب آپ چالیس سال چھ ماہ بارہ دن کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب رسالت ونبوت کے لیے چن لیا۔ آپ غار حرا میں تھے تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس رب ذوالجلال کا کلام لے کر حاضر ہوئے۔ کل مدت نبوت 23 سال ہے۔ آپ کی بعثت کے بعد نبوت ورسالت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔

خطبہ حجۃ الوداع میں آپ نے ارشاد فرمایا "یاأیها النّاس انه لا نبی بعدی ولا أمة بعدکم: (رواہ ابن ماجہ) لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ لہٰذا ہمارا ایمان ہے کہ آپ اللہ کے آخری رسول ہیں، جو کوئی آپ کے بعد نبوت ورسالت کا اعلان کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ رسول اللہ کی اطاعت تمام انسانوں پر بالعموم اور ایمان والوں پر بالخصوص فرض ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ آپ کی رسالت تمام جہاں والوں کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿یاأیها الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم فآمنوا خیراً لکم﴾ (النساء-170) "اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ رسول آگیا ہے اس پر ایمان لے آؤ- اس میں تمہاری بھلائی ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا: ﴿قل یاأیها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا﴾ "اے محمد! کہو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں" (الاعراف 158)۔ خود آپ ﷺ نے فرمایا: وکان النبی یبعث الی قومه خاصة و بعثت الی الناس عامة "ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں"۔ (بخاری ومسلم)۔ مزید آپ نے ارشاد فرمایا: بعثت الی الأحمر و الأسود "میں کالے گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں"۔ (بخاری)

سورہ الاحزاب کی آیت 40 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ما کان محمد أبا أحد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتَم النبیّن﴾ "محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"۔ خود نبی ﷺ نے بھی اپنے آخری نبی اور رسول ہونے کی تصریح فرمائی: ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی "رسالت ونبوت کا سلسلہ منقطع ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی"۔ (ترمذی)

ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بعثت أنا والساعة کها تین "میری بعثت اور قیامت اس طرح

DECEMBER .indd 6 2/19/12 1:42 PM

ہے''۔ یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنی دو انگلیاں اٹھائیں۔(بخاری ومسلم)

ان آیات اوراحادیث سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ آپ صرف اپنے ملک، اپنے زمانے اوراپنی قوم کے لیے ہی نہیں بلکہ آپ قیامت تک پوری نوع انسانی کے لیے رسول مبعوث فرمائے گئے۔

لہذا رسالت پرایمان لانے میں داخل ہے کہ آپ کو انسانیت کی طرف اللہ کا آخری رسول مانا جائے،اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ رسول جوکچھ بتائے وہ حق ہے جوکچھ کہے وہ سچ اور جوعمل کرے وہ قابل اتباع ہے۔ان کی بتائی ہوئی تمام باتوں پرعمل کرنا فرض ہے،خواہ ان باتوں کا تعلق عبادت ومعاملات،تہذیب ومعاشرت،اخلاق وکردار یا زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو،اس لیے کہ یہی اسوۂ کامل ہے۔آپ کاارشاد ہے:**كل أمتي يدخلون الجنة الا من أبى، قيل: و من يابى، قال من أطاعني دخل الجنة و من عصاني فقد أبى** (بخاری)"میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی،سوائے اس شخص کے، جس نے انکار کیا۔ پوچھا گیا :انکار کا کیا مطلب ہے،آپ نے فرمایا: جومیری اطاعت کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا- جونافرمانی کرے گا، وہ انکار کرے گا۔"

اطاعت کا مطلب اتباع ہے، ہروہ عمل جوآپ کے قول و فعل اورتقریر سے صحیح طور ثابت ہو، وہ سنت ہے،جس کی اتباع ضروری ہے۔اسی اتباع کا نام اطاعت ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:﴿**ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا**﴾" تمہارے رسول جوحکم تمہیں دیں اس کو مانواور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔''

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں (حدیث کا خلاصہ)، ایک دفعہ آپ کے پاس چند فرشتے آئے، آپ سوئے ہوئے تھے،فرشتے کہنے لگے ایک مثال ہے،وہ مثال ان کو سناؤ، بعض فرشتے بولے، مثال کس طرح سنائیں یہ تو سوئے ہیں،بعض فرشتوں نے کہا،ان کی آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے یعنی ان کا سونا ایسے نہیں جیسے اورلوگوں کا سونا ہوتا ہے بلکہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل خبردار رہتا ہے۔جوبھی تم کہوگے وہ سنیں گے۔تو فرشتوں نے کہا،ان کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے ایک مکان بنایا اوراس میں ضیافت کا اہتمام کیا اورایک بلانے والے کو بھیجا، کہ وہ لوگوں کو ضیافت کے لیے بلائے۔ جوکوئی بلانے والے کے کہنے پر چلا آئے گا،وہ اس مکان میں بھی داخل ہوگا اور کھانے سے بھی مستفید ہوگا اور جواس بلانے والے کی بات نہ مانے گا، وہ اس مکان میں بھی داخل نہ ہوگا اور ضیافت سے بھی مستفید نہ ہوگا- تو فرشتوں نے کہا: وہ مکان جنت ہے، بلانے والے محمد ﷺ ہیں اور ضیافت جنت کی نعمتیں ہیں۔اب جوکوئی بلانے والے کی بات پر لبیک کہے گا،وہ مومن اورنیک ہے اورجوکوئی بلانے والے کی بات کورد کرے گا وہ کافر ہے۔'' (بخاری 1081)

اللہ تعالی کاارشاد ہے:﴿**وأطيعوا الله ورسوله ولاتنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم**﴾ "اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کروآپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی''۔ (الانفال-46)۔اللہ اوراسکے رسول کی اطاعت ہی میں ہمارا امن اورہماری وحدت ہے۔جوکوئی اس اطاعت سے منحرف ہوا، گویا وہ غیر فطری راہوں پر چل نکلا۔جس کے لیے نہ دنیا میں کوئی کامیابی ہے اورنہ آخرت میں۔

عقیدۂ رسالت کوسمجھنے کے لیے آخری نبی کی بعثت کا مقصد سمجھا جائے۔سورۃ التوبہ آیت-33،الصّف-9،الفتح-28 کے اندر اللہ تعالی نے رسول پاک کی بعثت کا مقصد بیان کیا ہے:﴿**هو الذى أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله**﴾"وہ اللہ کی ذات جس نے اپنے رسول کوہدایت اوردین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ اسے دنیا کے تمام ادیان پر غالب کریں۔''

اس وقت دنیا میں کسی مذہب کے پیروکاروں کے پاس الہامی دین اپنی اصل صورت میں نہیں،سوائے امت محمدیہ کے۔اب اس امت کی ذمہ داری ہے کہ دین کی اس امانت کواطراف عالم میں پہنچائے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالی نے اس روئے زمین کو میرے لیے سکیڑ کر رکھ دیا، میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک یہ زمین سکیڑ دی گئی۔"(مسلم)

مقداد بن اسود ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا"روئے زمین پرکوئی گھر ایسا نہیں ہوگا جس میں اسلام کی دعوت نہیں پہنچے گی۔"(مسند احمد)

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس دعوت کو پہنچانے میں میرا کتنا مال، وقت اورعلم صرف ہورہا ہے۔اگر جواب اثبات میں ہے، تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم نے عقیدۂ رسالت کوسمجھ لیا، اگر جواب نفی میں ہے تو سوچنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے.....

علامہ محمد بن صالح العثیمینؒ کی مجلس سے

شیخ! کیا ہم آپ کا نام جان سکتے ہیں؟

ایک مرتبہ شیخ ابن عثیمینؒ مکہ میں ٹیکسی پر سوار تھے ..... بظاہر مسافت لمبی تھی،ٹیکسی ڈرائیور نے شیخ کا تعارف حاصل کرنا چاہا، چنانچہ اس نے پوچھا: شیخ کیا ہم آپ کا نام جان سکتے ہیں؟ شیخ نے جواب دیا: محمد بن صالح العثیمین۔ ڈرائیور گویا ہوا: آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ..... اور میں آپ کا بھائی عبدالعزیز بن باز ہوں (ڈرائیور نے ازراہ مذاق یہ بات کہی تھی)۔شیخ ابن عثیمینؒ یہ سن کر ہنس پڑے اورفرمایا: شیخ ابن بازؒ تو نابینا ہیں وہ ٹیکسی کیسے چلا سکتے ہیں۔ڈرائیور نے کہا: ابن عثیمین بھی تو نجد میں ہیں وہ یہاں کیسے آسکتے ہیں۔مجھ سے مذاق کرتے ہیں آپ؟ یہ سن کرابن عثیمینؒ ہنسنے لگے اوراسے سمجھایا کہ واقعی وہ ابن عثیمین ہی ہیں۔رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

سب کواپنے اپنے طور پرنماز پڑھنے دے۔

دیہات کا ایک عمر رسیدہ بزرگ ایک دن اچانک شیخ ابن عثیمین کی مسجد میں داخل ہوااورنماز میں شامل ہوگیا۔آپ جہری قرأت فرمارہے تھے کہ اسی اثناء ایک آیت میں سہو ہو گیا،مقتدیوں میں سے متعدد لوگوں نے آپ کولقمہ دیا۔ جب شیخ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اس طرح اجتماعی شکل میں لقمہ نہیں دینا چاہیے، ایک آدمی کا لقمہ دے دینا کافی ہے۔تب عمر رسیدہ بزرگ پورے وثوق کے ساتھ گویا ہوئے:''اصل تو یہ ہے کہ تیرے جیسا عمر دراز انسان اگر پڑھنا نہیں جانتا ہے تو پیچھے کھڑا ہوجائے اورسب کو اپنے اپنے طور پرنماز پڑھنے دے۔''.....

جب ریڈیو سجدہ کرے

شیخ ابن عثیمینؒ سے دریافت کیا گیا کہ اگرایک آدمی بذریعہ ریڈیو قرآن کی تلاوت سن رہا ہواورسجدہ تلاوت آگیا تو کیا اسے سجدہ تلاوت کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جبکہ ریڈیو سجدہ کرے۔

تجھے دانت سے نہ کاٹ سکے گی

شیخ ابن عثیمینؒ اپنے درس میں نکاح کے مسائل سے متعلق خواتین کے عیوب پر گفتگو کررہے تھے۔اسی اثناء ایک سائل نے ان سے دریافت کیا کہ اگر مجھے شادی کرنے کے بعد پتہ چلے کہ میری بیوی کے پاس دانت نہیں ہے تو کیا یہ ایسا عیب شمار کیا جائے گا جس کی بنیاد پر فسخ نکاح جائز ہوگا؟ شیخ یہ سن کر ہنس پڑے اورفرمایا:''یہ تو اچھی عورت ہے کہ تجھے دانت سے نہ کاٹ سکے گی۔''

DECEMBER .indd 7 2/19/12 1:42 PM

مولانا محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

سود کی حرمت اور اس کی مختلف شکلیں

سود کی تعریف

سود کو عربی زبان میں ''ربا'' کہتے ہیں، جس کا لغوی معنی زیادہ ہونا، پروان چڑھنا، اور بلندی کی طرف جانا ہے۔ اور شرعی اصطلاح میں ربا (سود) کی تعریف یہ ہے کہ: ''کسی کو اس شرط کے ساتھ رقم ادھار دینا کہ واپسی کے وقت وہ کچھ رقم زیادہ لے گا''۔ مثلاً کسی کو سال یا چھ ماہ کے لیے 100 روپئے قرض دئے، تو اس سے یہ شرط کرلی کہ وہ 100 روپے کے 120 روپے لے گا، مہلت کے عوض یہ جو 20 روپے زیادہ لیے گئے ہیں، یہ سود ہے''۔

سود کی حرمت

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے اگر ایمان والے ہو تو اسے چھوڑ دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے خبردار ہو جاؤ.....''

(البقرہ:275)

نیز فرمان باری ہے: ''اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا کر سود نہ کھاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

(آل عمران:(131-132)

حجۃ الوداع کے موقع پر، جس میں تقریباً سارے صحابہ کرام عرب کے چپے چپے سے امنڈ آئے تھے، اس میں بھی خصوصیت کے ساتھ آپ ﷺ نے تجارتی اور مہاجنی ہر طرح کے سود کی حرمت کا اعلان فرمایا: ''سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی، .....اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا، اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارا سود ختم ہے''۔ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن حنظلہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود کا ایک درہم، جسے انسان جانتے بوجھتے کھاتا ہے، وہ 36 مرتبہ زنا کاری سے بھی بدتر ہے''۔

(صحیح: مسند احمد، طبرانی)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''سود کے 73 دروازے ہیں، ان کا سب



سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے، سب سے بدترین سود کسی مسلمان کی عزت سے کھلواڑ کرنا ہے''۔ (صحیح: مستدرک حاکم، بیہقی)

سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، اور اسے کھلانے والے، اور اس (دستاویز) کے لکھنے والے، اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت بھیجی ہے اور پھر فرمایا کہ یہ تمام کے تمام گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔'' (مسلم ۱۵۹۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گاؤں میں زنا اور سود رواج پا گیا، تو وہاں کے باشندوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا۔''

(صحیح، المستدرک للحاکم)

سود بڑھتا نہیں گھٹتا ہے

سود کو بڑھتا اور پروان چڑھتا سمجھنا، سود کھانے والوں کی خام خیالی ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد کریم ﷺ نے اس کے کم ہونے اور تباہ و برباد ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ کسی ناشکرے (سود خور) اور گناہ گار کو دوست نہیں رکھتا بے شک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور نماز قائم کی، اور زکاۃ ادا کی، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ثابت ہے، اور ان پر نہ خوف طاری ہوگا، اور نہ انہیں کوئی غم لاحق ہوگا''۔ (البقرہ 276-277)

''یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبَا'' کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں: ''محق'' (گھٹانا) یہ ہے کہ اللہ سود خور بندے کا نہ حج قبول کرتا ہے، نہ صدقہ، نہ جہاد، اور نہ صلہ رحمی۔ (یعنی اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی)۔

(تفسیر قرطبی: ۲/۲۳۴)

سیدنا ابن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے سود کے ذریعہ زیادہ (مال) حاصل کیا، اس کا انجام کمی پر ہی ہوگا''۔ (صحیح، ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے: ''سود اگرچہ بظاہر زیادہ نظر آتا ہے لیکن اس کا انجام کمی اور قلت ہے''۔ (مستدرک حاکم)

دنیا دار انسان سود کو نفع بخش اور زکاۃ کو مال میں کمی کرنے والا سمجھتا ہے، جبکہ حقیقت بالکل برعکس ہے، ایسے خام خیال افراد کی ہدایت کیلئے، سود کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کا نظام پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مال کو بڑھانا ہو تو اسے رب کی بارگاہ میں زکاۃ اور صدقات کی شکل میں پیش کرو:

''اور تم لوگ جو سود دیتے ہو، تا کہ لوگوں کے اموال میں اضافہ ہو جائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا، اور تم لوگ جو زکاۃ دیتے ہو اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے، ایسے ہی لوگ اسے کئی گنا بڑھانے والے ہیں''۔ (الروم:39)

سود کھانے والوں کی حالت زار

قیامت کے دن سود خور ایک خاص کیفیت سے دوچار ہونگے، جس سے لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ دنیا میں سود کھاتے تھے۔ ارشاد باری ہے: ترجمہ: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے، یہ (سزا انہیں) اس لیے ملی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ خرید وفروخت بھی تو سود ہی کی مانند ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال کیا ہے، اور سود کو حرام قرار دیا ہے، پس جس کے پاس اس کے رب کی نصیحت پہنچ گئی، اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا، تو ماضی میں جو لے چکا ہے وہ اس کا ہے، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو اس کے بعد لے گا، تو وہی لوگ جہنمی ہوں گے، اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے''۔ (البقرہ:275)

سیدنا عوف بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم ان گناہوں سے بچو جو (بغیر توبہ کے)

DECEMBER .indd 8 2/19/12 1:42 PM

بخشے نہیں جاتے :۱) خیانت: جس نے کسی چیز میں خیانت کی، اس چیز کے ساتھ اسے قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا ۔۲) سود خوری: اسلئے کہ جو شخص سود کھائے گا قیامت کے دن پاگل شخص کی طرح جھومتے ہوئے اٹھے گا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ترجمہ: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے''۔ (ترغیب وترہیب)

سود خوری ایک ایسا سنگین جرم ہے کہ عالم برزخ اور قبر میں بھی عذاب کا باعث ہوگا، اور آخرت میں بھی موجب سزا ہوگا۔ سیدنا سمرہ بن جندب ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات میں میرے پاس دو فرشتے (حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام) آئے، وہ مجھے اٹھا کر پاک سرزمین کی طرف لے گئے، آپ نے کئی چیزیں ملاحظہ فرمائیں، جن میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ نے ایک خون کا دریا دیکھا، جس میں ایک آدمی (تیر رہا) ہے، اس نہر کے ایک کنارے ایک آدمی کھڑا ہے، اس کے پاس پتھروں کا ایک ڈھیر ہے، خون کے دریا میں جو آدمی ہے، وہ کوشش کرتا ہے کہ اس دریا سے باہر نکل جائے، جب وہ کنارے کے قریب آتا ہے، تو کنارے پر کھڑا شخص اس کے منہ میں زور سے پتھر دے مارتا ہے، پھر وہ شخص خون کے دریا کے وسط میں چلا جاتا ہے، پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ باہر نکل جائے، لیکن کنارے پر کھڑا شخص اس کے منہ پر پھر زور سے ایک پتھر مارتا ہے۔ اس کے ساتھ مسلسل یہی سلوک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے ان دونوں سے پوچھا: ''اس آدمی کو یہ سزا کیوں مل رہی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ سود خور ہے، سودی کاروبار کیا کرتا تھا، اس لیے اس کو یہ سزا مل رہی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: ''جو سزا آپ نے اس کو ملتے دیکھی، وہ اسے قیامت تک ملتی رہے گی''۔ (بخاری)

سود کی بعض قسمیں

سود ایک چیز کو دوسرے کے مقابلے میں زیادہ دے کر فروخت کرنا ہے۔ فقہاء نے اس کا قاعدہ کلیہ یہ بتایا ہے کہ وہ تمام اجناس، جن میں ''ناپ، وزن اور خوراک'' تینوں صفات میں سے کوئی دو صفتیں پائی جائیں، ان کا آپس میں لین دین یا خرید وفروخت کسی ایک کو زیادہ کر کے جائز نہیں۔ جن چیزوں میں یہ تینوں صفات معدوم ہوں، یا ان کی جنس مختلف ہو، تو پھر کسی کی زیادتی سود نہیں ہوگی، جیسا کہ سیدنا عبادہ بن صامت ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے، جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے، برابر بیچنا جائز ہے، لیکن ان میں سے کسی ایک کو گھٹا بڑھا کر بیچنا یا دینا سود ہے''۔ (مسلم، احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جتنی دی جائے اتنی ہی واپس لینی چاہئے، جتنا سونا یا چاندی دی ہو، یا جتنا روپیہ دیا ہو، اتنا ہی واپس لینا چاہئے، اصل مال پر کچھ زائد رقم کا لینا، چاہے وہ رقم کم ہو یا زیادہ، سود ہے۔

مہاجنی سود: وہ یہ کہ لوگ اپنی ذاتی ضرورت کیلئے سرمایہ دار افراد سے قرضے لیتے، اور انہیں ان کی دی ہوئی رقم پر ماہانہ مشروط سود کے ساتھ واپس کرتے ہیں۔

بینک کا سود: کچھ لوگ بینکوں سے تجارت یا زراعت کیلئے قرضے حاصل کرتے ہیں اور مقررہ میعاد پر متعین شرح سود کے ساتھ واپس کرتے ہیں۔

فکس ڈپازٹ: کچھ لوگ سودی بینکوں میں روپیہ کچھ مدت (مثلاً پانچ یا دس سال) کیلئے جمع (Deposit) کر دیتے ہیں، جو انہیں 12% یا 15% فیصد سود دیتے ہیں، اس مخصوص مدت کے اختتام پر ان کی رقم دگنی یا تگنی ہو کر ملتی ہے۔ یہ سب سود ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی رقم ایسے بینک میں جمع (Deposit) کرتا ہے جو سودی نہیں، یا اسلامی بینک ہیں، اور وہ اسے متعین فیصد سود کے بجائے نفع اور نقصان کی شراکت پر فائدہ یا نقصان دیتا ہے تو اس طرح کے بینکوں سے ملنے والی زائد رقم سود متصور نہیں ہوگی۔

لائف انشورنس: یہ ہے کہ کمپنی اپنے کسی معتمد ڈاکٹر سے کسی شخص کا طبّی معائنہ کراتی ہے، اور وہ ڈاکٹر کمپنی کو اس شخص کی صحت کے متعلق رپورٹ پیش کرتا ہے کہ اس شخص کی صحت سے امید ہے کہ وہ بیس سال تک زندہ رہے، اس پر کمپنی اس شخص سے دس یا پندرہ سال کے لیے معاہدہ کرتی ہے کہ مثلاً: وہ شخص دس سال تک ماہانہ قسطوں میں انشورنس کمپنی کو دس لاکھ روپیہ ادا کرے گا، دس سال پورے ہونے کے بعد کمپنی اسے پچیس لاکھ دے گی۔ اگر وہ شخص دو سال میں ہی فوت ہو جاتا ہے تو کمپنی کو لازمی طور پر اپنے اس گاہک (Client) کے ورثاء کو پچیس لاکھ روپے ادا کرنے ہوں گے۔ اگر گاہک (Client) نے کمپنی کو دو ڈھائی سال تک قسطوں میں رقم ادا کیا، لیکن پھر کسی سبب سے اس نے قسطیں مکمل نہیں کیں، تو کمپنی اسے ایک پیسہ بھی ادا نہیں کرتی، بلکہ اسکی جمع کردہ ساری رقم بھی ڈوب جاتی ہے۔

لائف انشورنس میں بے شمار خامیاں اور خرابیاں ہیں، مندرجہ ذیل چند اہم اسباب کی وجہ سے اکثر علماء نے اس کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے:

1- یہ اللہ پر بندے کے توکل کے خلاف ہے۔

2- اس میں بسا اوقات یا تو کمپنی کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے یا کلینٹ کو، اور اسلام میں خود نقصان اٹھانا یا دوسروں کو نقصان پہنچانا جائز نہیں۔

3- بسا اوقات ورثاء کے دل میں مال کی حرص پیدا ہو جاتی ہے، کئی واقعات میں ورثاء نے ہی کلینٹ کا قتل کر دیا اور کمپنی سے انشورنس کی رقم ہتھیالی۔

غیر منقولہ مرہون چیز سے استفادہ

استفادہ: عام لوگوں میں سود کی جو قسمیں پائی جاتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی آدمی کسی غریب کو کچھ رقم بطور قرض دیتا ہے، اور رہن میں اس کا گھر رکھ لیتا ہے، پھر اس میں یا تو خود رہتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھاتا ہے یا کسی کو کرایہ پر دے کر اس کا کرایہ خود کھاتا ہے، اس طرح کے کاروبار میں صرف عام لوگ ہی نہیں بلکہ پڑھے لکھے اور دینی مزاج رکھنے والے لوگ تک بھی ملوث پائے جاتے ہیں۔

کمیٹی وغیرہ کا سود: عام لوگوں میں رائج سود کی قسموں میں سے یہ بھی ایک قسم ہے کہ دس آدمی مل کر ہر ماہ دس دس ہزار جمع کرتے ہیں، اور پھر اس ایک لاکھ روپئے کی بولی لگتی ہے، کوئی کہتا ہے: میں اسے نوّے ہزار میں لوں گا۔ دوسرا کہتا ہے، میں اسے اسّی ہزار میں لوں گا، تیسرا کہتا ہے کہ میں اسے ستّر ہزار میں لوں گا۔ غرضیکہ جو سب سے زیادہ کم بولی لگاتا ہے، اسے اتنی رقم دے دی جاتی ہے، باقی ماندہ تیس یا چالیس ہزار روپے تمام لوگ آپس میں بانٹ لیتے ہیں، اور جس نے بولی کی رقم لی ہے اسے پورے ایک لاکھ روپے ہی بھرنے پڑتے ہیں۔ یہ بھی سود کی ایک اہم قسم ہے، اسے کہیں "کمیٹی" اور کہیں "چیٹی" وغیرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ کئی ایسے راستے اور طریقے ہیں جو کہ سود تک لے جاتے ہیں۔

بینکوں سے لین دین

آج ہر انسان کو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر بینکوں سے

DECEMBER .indd 9 2/19/12 1:42 PM

واسطہ پڑ ہی جاتا ہے بالخصوص وہ لوگ جو کسبِ معاش کے لیے بیرون ملک رہتے ہیں، انہیں اپنی رقوم بھیجنے کے لیے بینکوں سے تعلق لازمی وضروری ہے، اس لیے کہ بینکوں کے سوا دوسرے جو بھی ذرائع ہیں ہمارے ملکی قانون کی نگاہ میں جرم ہیں، علاوہ ازیں ان ذرائع سے بھیجی ہوئی رقم کے گھر پہنچنے تک انسان پریشانی کا شکار رہتا ہے، نیز اگر یہ طریقہ اطمینان بخش بھی ہو لیکن اس سرمایہ سے انسان کوئی جائیداد، گھر یا پراپرٹی خریدتا ہے تو انکم ٹیکس کا محکمہ اسے اپنا شکار بنالیتا ہے کہ اس کے پاس اس جائیداد کو خریدنے کے لیے روپیہ کہاں سے آیا؟ اس طرح آدمی قانون اور انکم ٹیکس محکمہ کے چنگل میں ایسے پھنس جاتا ہے کہ الامان والحفیظ۔

ایسے حالات میں علماء نے مسلمانوں کو اس بات کی اجازت عطا فرمائی ہے کہ وہ بوقت ضرورت سودی بینکوں کے ذریعے اپنی رقوم منتقل کرسکتے ہیں۔ شیخ الاسلام علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ عصر حاضر میں انہی بینکوں کے ذریعے رقوم منتقل کرنا عام ضروریات میں سے ہے، اسی طرح سود کی شرط کے بغیر محض حفاظت کے لیے رقوم رکھنے میں کوئی حرج نہیں''۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 2/525)

اگر اس طرح کوئی شخص بینک میں کرنٹ اکاؤنٹ کا کھاتہ کھولتا ہے، جس پر اسے سود نہ ملتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اضطراری کیفیت کا حکم

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب ہر کوئی سود کھانے والا ہوگا، اگر سود نہ کھائے تو اس کا غبار اسے ضرور پہنچ کر رہے گا''۔ (نسائی، کتاب البیوع، باب اجتناب الشبہات فی الکسب)

اور آج کا دور بالکل ایسا ہی دور ہے، پوری دنیا اور اسی طرح مسلمانوں کے رگ وریشے میں بھی سود کچھ اس طرح سرایت کرگیا ہے کہ جس سے ہر شخص شعوری یا غیر شعوری طور پر متاثر ہو رہا ہے، ایک مسلمان اگر پوری نیک نیتی سے سود سے کلیتاً بچنا چاہے بھی تو اسے کئی مقامات پر الجھنیں پیش آتی ہیں، مثلاً: آج کل اگر کوئی شخص گاڑی، سکوٹر، کار، بس یا ٹرک خریدنا چاہے تو اسے لازماً اس کی انشورنس کرانا پڑے گا۔ اسی طرح جو تاجر پیشہ افراد بینک سے تعلق نہ رکھیں اور بینک سے ایل سی (Letter Of Credit) یا اعتماد نامہ حاصل نہ کریں تو وہ نہ مال درآمد

''حرام کا ایک لقمہ کھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں فرماتا''۔ (ترمذی)

کرسکتے ہیں اور نہ برآمد۔

ایسے حالات کے متعلق عرض ہے کہ اس قسم کے سود کو ختم کرنا یا اس کی متبادل راہ تلاش کرنا اسلامی حکومتوں کا کام ہے، اگر حکومت یہ کام نہیں کرتی تو ہر مسلمان انفرادی طور پر جہاں تک سود سے بچ سکتا ہے بچے، اور جہاں وہ مجبور ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا، اس لیے کہ شریعت کا اصول ہے کہ مواخذہ اس حد تک ہے جہاں انسان کا اختیار ہے، جہاں اضطرار ہے وہاں مواخذہ نہیں ہوگا ان شاء اللہ

شیئر مارکیٹ کا حکم

آج کا دور شیئر مارکیٹنگ کا دور ہے، وہ اس طرح کہ نامور کمپنیاں لوگوں میں اپنی کمپنیوں کے حصے فروخت کرتی ہیں جو شخص کسی کمپنی کا شیئر خریدتا ہے وہ اس کمپنی کا شیئر ہولڈر بن جاتا ہے، سال میں کمپنی اپنے نفع یا نقصان کے حساب سے اپنے شیئر ہولڈروں میں نفع یا نقصان تقسیم کرتی ہے، جب کمپنی فائدے میں ہو تو اس کے شیئر کی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے، جب کمپنی گھاٹے میں ہو تو اس کے شیئر کی قیمت گر جاتی ہے، اور اس کے شیئر ہولڈروں کو بسا اوقات ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

شیئر مارکیٹ میں سرمایہ لگانے کے متعلق علماء مختلف الخیال ہیں، کچھ اسے اس لیے جائز قرار دیتے ہیں کہ اس میں کوئی متعین سود نہیں ملتا، اور نفع اور نقصان، دونوں کا احتمال ہے، اس لیے جائز ہے۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ دور حاضر میں شیئر مارکیٹ، سٹے کا ایک عظیم کاروبار بن چکا ہے، اس میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ درمیان کے دلال، لوگوں کا سرمایہ لیکر رفو چکر ہوجاتے ہیں، اور بے چارے عوام کی خون پسینے کی گاڑھی کمائی منٹوں میں برباد ہوجاتی ہے، اور شیئر مارکیٹ میں اس طرح کی ڈوبی ہوئی رقم کی بازیابی کا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ اکثر کمپنیاں کیا کاروبار کرتی ہیں، اس کی بھی شیئرز ہولڈرس کو کوئی خبر نہیں ہوتی، کئی کمپنیاں حرام اشیاء کی تجارت کا بھی کاروبار کرتی ہیں، اور اس سے حاصل ہونے والے فائدے کو اپنے حصہ داروں میں تقسیم کرتی ہیں۔ تیسرا سبب یہ کہ کئی کمپنیاں اپنے شیئرز ہولڈرس کو کمپنی کے نفع نقصان کے متعلق دھوکے میں رکھتی ہیں، مثلاً کمپنی اگر گھاٹے میں چل رہی ہو تو وہ اس طرح کی معلومات فراہم کرتی ہیں کہ کمپنی چل نہیں بلکہ دوڑ رہی ہے، جس وقت کمپنی کا جنازہ اٹھ رہا ہوتا ہے اس وقت اس کے حصے داروں کو پتہ چلتا ہے کہ ہماری زندگی بھر کی کمائی شیئر قزاقوں کی نذر ہوگئی، ان میں سے بعض صدمے سے ہسپتال پہنچ جاتے ہیں اور بعض قبرستان۔ ان تمام اندیشوں کے باوجود کچھ علماء نے مندرجہ ذیل شروط کے ساتھ کمپنیوں کے شیئر خریدنے کی اجازت دی ہے کہ:

1- کمپنی حلال اشیاء کا کاروبار کرتی ہو۔

2- سود سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔

3- سودی بینکوں کے شیئرز کی خریداری سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔

اگر ان چیزوں کا خیال رکھا جائے تو پھر ایسی کمپنیوں کے شیئرز خریدنے میں حرج نہیں ہے۔

سود کی تباہ کاریاں

1- سود خور، اللہ کی رحمت سے دور، اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے حالت جنگ میں رہتا ہے۔

2- اللہ تعالیٰ نے کسی بھی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو وہ دھمکی نہیں دی اور اس عذاب کا وعدہ نہیں کیا جو سود خور کیلئے کیا ہے۔

3- سود ایک اجتماعی جرم ہے، وہ جس معاشرے میں رواج پاجائے گا اسے تباہ وبرباد کردے گا اور اس کی (اقتصادی) بنیادوں کو منہدم کردے گا، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جن غریب ممالک نے عالمی بینکوں سے سے قرض لیا ہے وہ سود در سود ادا کرتے کرتے تباہ ہوگئے، لیکن قرض بدستور برقرار ہے۔

4 – سود کھانے والے شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''حرام کا ایک لقمہ کھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں فرماتا''۔ (ترمذی)

نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''اگر کوئی شخص ایسا لباس پہنتا ہے جس میں نو درہم تو حلال کے ہیں اور ایک درہم حرام کا ہے تو یہ لباس جب تک اسکے جسم پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی کسی عبادت کو قبول نہیں فرماتا''۔ (ابن ماجہ)

5- اللہ تعالیٰ کبھی کبھی کافر اور مشرک کی دعا بھی قبول کرلیتا ہے، لیکن اس کی بارگاہ میں سود خور کی دعا تک قبول نہیں ہوتی۔

DECEMBER .indd 10 2/19/12 1:42 PM

مولانا حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی (کویت)

جہالت اور حقیقی علم

انسان پیٹ سے عالم بن کر پیدا نہیں ہوتا: **واللہ أخرجکم من بطون أمھاتکم لاتعلمون شیئا** ''اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا تم کچھ نہیں جانتے تھے۔'' لیکن اللہ نے علم کو اخذ کرنے کے لیے جن ذرائع کی ضرورت تھی وہ اس کے اندر ودیعت فرمادیئے۔ **وجعل لکم السمع والأبصار والأفئدة لعلکم تشکرون** (النحل:78)۔''اور اس نے تمہارے لیے کان، آنکھ اور دل عطا کیے تاکہ تم شکر کرتے رہو'' یہ تینوں اعضاء علم حاصل کرنے کے ذریعے ہیں، ان کا شکر یہی ہے کہ ان کا صحیح استعمال کیا جائے۔ ورنہ کل قیامت کے دن لوگ اپنی اس جہالت کا اقرار کرتے ہوئے کہیں گے کہ: **وقالوا لو کنا نسمع أونعقل ما کنا فی أصحاب السعیر.** (ملک:۱۰)۔''اور وہ کہیں گے کہ کاش ہم سنتے ہوتے اور سمجھتے ہوتے تو جہنمیوں میں سے نہ ہوتے۔''

*** جہالت ایک مذموم صفت ہے:**

اللہ تعالی نے جہالت کو جہنمیوں کی صفت بتائی اور جاہلوں کو جانوروں سے تشبیہ دی بلکہ فرمایا کہ ان سے بھی زیادہ گمراہ اور غافل ہیں؛ اللہ نے فرمایا: **ولقد ذرأنا لجھنم کثیراً من الجن والأنس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم أعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لا یسمعون بھا،أولئک کالأنعام بل ھم أضل أولئک ھم الغافلون.** (الأعراف:179)۔

''اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں، جن کے دل ہیں ان سے سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں جن سے سنتے نہیں، یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔''

کبھی فرمایا کہ **شر الدواب عندالله** ''وہ اللہ کے نزدیک بدترین جانور ہیں''، کبھی فرمایا: **أموات غیر أحیاء** یعنی وہ مردے ہیں زندہ نہیں۔ کبھی فرمایا کہ ان کے دلوں پر پردے ہیں ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور ان کے آنکھوں پر حجاب پڑے ہوئے ہیں۔ وہ اندھے، بہرے اور بے سمجھ ہیں۔ اور کبھی جہالت کو تاریکی، ضلالت وگمراہی اور موت سے تعبیر فرمایا ہے، یہ ساری صفات جہالت کی مذمت اور قباحت بیان کررہی ہیں۔

• رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہالت ایک لعنت ہے: **الدنیا ملعونة وملعون ما فیھا الا ذکر الله وما والاہ، أو عالماً أو متعلماً** (ترمذی، صحیح الجامع:1609)۔''دنیا ملعون اور مذموم ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی مذموم ہے سوائے اللہ کے ذکر اور جو عمل اس جیسا ہے یا ایک علم والا یا علم سیکھنے والا۔''

• ابن قیمؒ فرماتے ہیں: جہالت دو قسم کی ہے: ایک علم کی جہالت دوسری عمل کی جہالت، یہ دونوں قسم کی جہالت دلوں میں تاریکی اور وحشت پیدا کرتی ہے۔

• جہالت دلوں کی ایک خطرناک بیماری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس بیماری کی دوا اور اس کا علاج علماء سے سوال کرنا ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **انما شفاء العِیّ السؤال.** ''یقیناً جہالت کی شفا سوال ہے۔'' (ابوداود)۔

*** حقیقی علم:**

• امام احمد فرماتے ہیں: لوگوں کو کھانے اور پانی سے زیادہ علم کی ضرورت ہے اس لیے کہ ایک انسان دن میں ایک دو بار کھانے اور پانی کا محتاج ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی سانسوں کی گنتی کے برابر علم کا محتاج ہے۔

• لہذا علم انسان کی ایک اہم ترین ضرورت بھی ہے اور ایک عظیم فریضہ بھی ہے، ایسا فرض کہ کسی بھی انسان سے ساقط ہونے والا نہیں ہے **طلب العلم فریضه علی کل مسلم**۔ (ابن ماجہ)۔''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

* وہ علم جس کا حاصل کرنا ہر انسان پر فرض ہے؛ اس کا تعلق ☆ رب کی ذات اور توحید سے ہے ☆ نبی کی سیرت اور آپ کی سنت سے ہے ☆ دین کی اہم عبادات، ضروری معاملات اور اخلاق سے ہے۔ یہ تین اصول ہیں جو حقیقی علم پر مشتمل ہیں جن کا سیکھنا ہر انسان پر فرض ہے۔

> ''لوگوں کو کھانے اور پانی سے زیادہ علم کی ضرورت ہے۔''

اس علم کو نہ جاننے والے ہی جاہل ہیں چاہے وہ دنیوی علوم کے ماہر ہی کیوں نہ ہوں، اللہ نے ایسے ہی لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: **یعلمون ظاھراً من الحیاة الدنیا وھم عن الآخرة ھم غافلون.** (روم:7)۔ ''وہ تو صرف دنیوی زندگی کے ظاہر کو ہی جانتے ہیں اور آخرت سے تو بالکل بے خبر ہیں۔''

اور وہ لوگ بھی جاہل ہیں جن کے پاس علم تو ہے لیکن وہ توحید وسنت کے خلاف ہے اور شرک وبدعت اور خرافات سے متعلق ہے۔ اللہ نے ایسے لوگوں کی بھی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: **فَلَمَّا جَاءتهم رُسُلُهُم بِالبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ العِلمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَستَهزِءونَ.** (غافر:83)۔''پس جب ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تو یہ اپنے علم پر اترانے لگے، بالآخر جس چیز کو مذاق میں اڑا رہے تھے وہی ان پر الٹ پڑی۔''

• اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ: **سلوا الله علما نافعا،وتعوذوا با لله من علم لا ینفع.** ''اللہ تعالی سے نفع بخش علم کا سوال کرو، بے فائدہ علم سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' (ابن ماجہ)۔

بے فائدہ علم سے پناہ مانگنے کی دعا سکھائی: **اللھمَّ اِنّی أعوذ بکَ مِن عِلمٍ لاَیَنفَع.** ''اے اللہ! میں تجھ سے غیر نفع بخش علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (مسلم)۔

اور نفع بخش علم کی بھی دعا سکھائی: **اللھمَّ انفَعنِي بِمَا عَلَّمتَنِي وَعَلِّمنِي مَایَنفَعُنِي وَزِد نِي عِلمًا.** ''اے اللہ! تو مجھے میرے علم سے نفع دے اور تو مجھے نفع بخش علم عطا کر اور زیادہ علم سے نواز۔'' (ترمذی)۔

* یہ نفع بخش علم (جو رب کی معرفت، نبی کی معرفت، اور دین کی معرفت پر مشتمل ہے)، اس کے بارے میں قیامت کی سب سے پہلی منزل قبر کے اندر پوچھا جائے گا۔ انسان چاہے وہ مسلم ہو یا کافر ہر ایک سے قبر میں اس علم کے بارے میں سوال ہوگا، مومن جب ان سوالات کے جوابات دے گا تو فرشتے اس سے پوچھیں گے کہ: **و ما یدریک ؟ فیقول: قرأتُ کتاب الله فآمنتُ**

DECEMBER .indd 11 2/19/12 1:43 PM

بـه وصدّقتُ. ”اس علم کا پتہ تمہیں کیسے ہوا؟ وہ جواب میں کہے گا میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔“ (ابوداؤد، کتاب السنۃ باب:23 حدیث:4753)۔

اور کافر، منافق، فاسق اور فاجر اپنی بے علمی اور جہالت کا اعتراف کرے گا اور کہے گا: لا أدري، كنتُ أقول ما يقول الناس. ”مجھے معلوم نہیں جو لوگ کہتے تھے وہی میں بھی کہتا تھا“، فرشتے اسے یہ کہہ کر ماریں گے: لادريتَ ولا تليتَ. ”تو نے نہ تو جاننے کی کوشش کی اور نہ (قرآن) پڑھا۔“ (بخاری، ح:1338)۔

جہالت کے بعض نقصانات

۱- اعمال برباد ہوتے ہیں:

اللہ کے پاس دین کے قبول ہونے کے لیے رب کی معرفت اور نبی کی معرفت بے حد ضروری ہے۔ دوسرے الفاظ میں: توحید اور سنت یہ دونوں دو اہم شروط ہیں جن کے بغیر دین کا کوئی بھی عمل مقبول نہیں ہے۔

* توحید کی ضد شرک اور کفر ہے، یہ بہت بڑی جہالت اور اعمال کی بربادی کا سبب ہے، اللہ تعالی نے مشرکوں کو جاہل کہا اور فرمایا کہ ان کے نیک اعمال برباد ہیں اور وہ نقصان اور گھاٹے کا کام کر رہے ہیں۔ قل أفغير الله تأمروني أعبد أيها الجاهلون ولقد أوحي اليك والى الذين من قبلك لئن أشركت ليحبطن عملك ولتكونن من الخاسرين۔ ”آپ کہہ دیجیے اے جاہلو! کیا تم مجھے اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کا حکم دیتے ہو، یقیناً آپ کی طرف بھی اور آپ سے پہلے (تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو بلاشبہ آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔“

قوم نوح کے بعض جاہل اور مشرکوں نے اپنے متبعین سے کہا تھا کہ: وَقَالوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتكم وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسرًا. [سورة نوح:23]۔ اور انہوں نے کہا: تم ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا، اور نہ ہی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔ یہ حالت اس وقت پیش آئی جب توحید کا علم ختم ہو چکا تھا اور لوگ اللہ کو چھوڑ کر اپنے نیک لوگوں کے بت بنا کر ان کی عبادت کرنے لگ گئے تھے۔

ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”یہ قوم نوح کے نیک لوگ تھے جب یہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ ان کے بیٹھنے کی جگہوں پر ان کے ناموں کی مورتیاں بنا کر رکھ دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا لیکن انہوں نے ان کی عبادت یا پوجا نہیں کی حَتَّى إِذَا هَلَكَ أولَئِكَ وَتَنَسَّخَ العِلمُ عُبِدَتْ البتہ جب یہ نسل ختم ہو گئی اور توحید کا علم مٹ گیا تو ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ (بخاری)۔ یعنی جب جہالت عام ہو گئی تو لوگ شرک میں مبتلا ہو گئے۔

* سنت کی ضد بدعات وخرافات ہیں: یہ بھی بہت بڑی جہالت اور اعمال کی بربادی کا سبب ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: يـاأيها الـذين آمنـوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول ولا تبطلوا أعمالكم. (محمد:33)۔

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد۔ ”جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو مردود ہے۔“ (بخاری، مسلم)۔

• وہ تین شخص جو نبی کریم ﷺ کی عبادت کا حال سن کر مزید عبادت میں محنت کرنے کا عزم کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھتا رہوں گا کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا، دوسرے نے کہا کہ میں نکاح نہیں کروں گا، یعنی دنیا سے اپنا تعلق ہی کاٹ لوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں کبھی رات میں نہیں سوؤں گا، ہمیشہ تہجد پڑھتا رہوں گا۔ ان تینوں نے نیک کام کا ہی عزم کیا تھا، کسی گناہ کا نہیں، لیکن سنتِ رسول کے خلاف تھا، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے عزائم کو سن کر فرمایا: میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور روزہ ترک بھی کرتا ہوں، میں رات میں سوتا بھی ہوں اور جاگ کر تہجد بھی پڑھتا ہوں، میں نکاح بھی کرتا ہوں۔ یعنی یہی میری سنت اور میرا طریقہ ہے: فـمـن رغب عن سنتي فليس مني۔ جو میرے اس طریقے سے ہٹ گیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (بخاری، مسلم)۔

• رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک بار ابوموسی اشعری ؓ نماز فجر سے پہلے مسجد نبوی میں پہنچے دیکھا کہ لوگ نماز کا انتظار کرتے ہوئے مختلف گروپ میں بیٹھے ہیں، ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں، ہر گروپ میں ایک شخص ہے جو ان سے کہتا ہے کہ سو بار سبحان اللہ پڑھو، تو وہ کنکریوں پر گنتے ہوئے سو بار سبحان اللہ پڑھتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے کہ سو بار لا الہ الا اللہ پڑھو، تو وہ کنکریوں پر گنتے ہوئے سو بار لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے کہ سو بار اللہ اکبر پڑھو تو وہ کنکریوں پر گنتے ہوئے سو بار اللہ اکبر پڑھتے ہیں، ابوموسی اشعری ؓ نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے بیان کیا وہ مسجد پہنچ کر ایک گروپ کے پاس کھڑے ہوئے فرمایا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو، انہوں نے کہا: یہ کنکریاں ہیں جن پر ہم تسبیح تہلیل اور تکبیر پڑھ رہے ہیں، ابن مسعود ؓ نے فرمایا فَعُدُّوا سيِّئاتِكُمْ فأنا ضامن لكم أن لا يضيع من حسناتكم شيء ويحكم يا أمَّة محمد، ما أسرع هلكتم! هؤلاء صحابة نبيكم صلَّى الله عليه وسلَّم متوافرون، وهذه ثيابهم لم تبل وآنيتهم لم تكسر، والذي نفسي بيده انكم لعلى ملَّةٍ أهدى من ملَّة محمَّدٍ أومفتتحو باب ضلالةٍ؟ ”تم اپنے گناہوں کو شمار کرو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی، افسوس ہے تم پر اے امت محمد! تم کتنا جلد برباد ہو گئے! یہ تمہارے نبی کے صحابہ ابھی بکثرت موجود ہیں، ان کے یہ کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور ان کے برتن ابھی ٹوٹے تک نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کیا تمہارا طریقہ زیادہ علم وہدایت والا ہے یا محمد ﷺ کا طریقہ؟! یا یہ کہ تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟! ان لوگوں نے کہا یا أبا عبد الرحمن، ما أردنا الا الخير. اے ابوعبدالرحمن! ہم نیک کام ہی تو کر رہے ہیں۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا: وَكَمْ مِنْ مُرِيْدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيْبَه ”کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو نیک عمل تو کرتے ہیں لیکن وہ ہرگز نیکی تک نہیں پہنچ سکتے۔“ (دارمی)۔ کیونکہ وہ جہالت اور سنت سے دوری کا نتیجہ ہے۔

۲۔ جہالت؛ انسان کو شہوات اور شبہات میں مبتلا کرتی ہے

جو ہر قسم کے فتنے اور گناہوں کی جڑ ہیں، شبہات سے عقیدہ میں خرابی پیدا ہوتی جبکہ شہوات سے اعمال اور اخلاق میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے جیسے زمانہ گزرتا جائے گا علم کم ہوتا جائے گا اور جہالت عام ہوتی جائے گی، اسی لیے قیامت کے قریب شہوات اور شبہات کے فتنے عروج پر ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انَّ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ أيامًا يُرْفَعُ فِيْهَا العِلْم وَيَنْزِلُ فيهَا الجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الهَرْجُ، وفي رواية: ويَظْهَرُ الزِّنَا. (بخاری ومسلم)۔ ”یقیناً قیامت سے پہلے ایک ایسا زمانہ بھی ہوگا جس میں علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، قتل وخون ریزی بہت زیادہ ہوگی اور زنا کاری عام ہوگی۔“

DECEMBER .indd 12 2/19/12 1:43 PM

شبہات اور شہوات سے بچنا؛ یہ دراصل عبادالرحمٰن کی صفات میں سے ہے، اللہ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: والذین لایدعون مع اللہ الھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون. (فرقان:68)۔ ''اور وہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ نے حرام کردیا ہے بجز حق کے قتل نہیں کرتے، اور وہ زنا کے مرتکب نہیں ہوتے۔'' اس آیت میں ان کی پہلی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شبہات سے بچ کر عقیدہ اور توحید کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ناجائز شہوات سے دور رہ کر قتل وخون ریزی، زنا اور بدکاری جیسی برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

۳۔ جاہل خود بھی نقصان میں رہتے ہیں اور دوسروں کے لیے بھی نقصان دہ ہیں:

• رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم ترعالماً اتخذ الناس رء وساً جھالاً فسئلوا فأفتوا بغیر علم فضلوا وأضلوا. (مسلم). ''اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے دلوں سے چھین نہیں لے گا بلکہ علماء کے ختم ہونے سے علم ختم ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے، ان سے فتوے پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

• جاہل اور عالم میں فرق کرنے کے لیے اس حدیث پر غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ زمانے میں ایک شخص 99 آدمی کو قتل کرکے لوگوں سے پوچھا کہ مجھے روئے زمین کا سب سے زیادہ علم والا شخص بتاؤ، لوگوں نے اُسے ایک جاہل عابد کی رہنمائی کی، قاتل نے اُس سے پوچھا: میں 99 آدمی کو قتل کرچکا ہوں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، قاتل (غصہ میں آگیا اور) اُسے بھی قتل کردیا، پھر اس نے لوگوں سے پوچھا: مجھے روئے زمین کا سب سے زیادہ علم والا شخص بتاؤ، چنانچہ اُسے ایک عالم کا پتہ بتایا گیا، وہ اس کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا: میں سو آدمی کو قتل کرچکا ہوں، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ عالم نے کہا کہ تمہارے اور توبہ کے درمیان کون رکاوٹ بن سکتا ہے؟! پھر اُس نے قاتل سے فرمایا کہ تم فلاں بستی چلے جاؤ جہاں ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں، لہٰذا تم ان کے ساتھ رہ کر اللہ کی عبادت کرتے رہو اور اپنی بستی کی طرف واپس نہ لوٹو کیونکہ وہ برے لوگوں کی بستی ہے۔ (بخاری، مسلم)۔

۴۔ جو عمل جہالت پر مبنی ہوگا وہ ضلالت اور گمراہی ہے اور جو عمل صحیح علم پر مبنی ہوگا وہ ہدایت ہے:

اللہ نے قرآن کریم میں نصرانیوں کی مذمت اس لیے بیان فرمائی ہے کہ انہوں نے علم کے بغیر اپنے لیے جو عمل اچھا لگتا اسے اپناتے تھے، اللہ نے ہمیں ایسے لوگوں کے طریقہ سے ہر نماز میں پناہ مانگنے اور صحیح علم وعمل پر ثابت قدم رہنے کی دعا سکھائی۔ بلکہ اس دعا کو نماز کا ایک رکن قرار دیا۔ تاکہ لوگ صحیح علم کی اہمیت اور جہالت کی خطرناکی کو اچھی طرح جان لیں: اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین أنعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین. ''ہمیں درست راہ سمجھا دے اور اس پر جمادے (یعنی) ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا، نہ کہ ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان لوگوں کی راہ جو گمراہ ہوگئے۔''

۵۔ جہالت فرقہ پرستی، امت میں انتشار اور تفرقہ بازی کا سبب ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی 71 فرقوں میں بٹ گئے نصاریٰ 72 فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی؛ سب کے سب جہنمی ہیں سوائے ایک کے، صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میرے اور صحابہ کے طریقے پر قائم رہے، اور یہی 'جماعت' یعنی متحد ومتفق ہیں۔''

(ترمذی، ابوداؤد، صحیح ابن ماجہ)۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے بارے میں فرمایا: ''جو شخص کسی کی پیروی کرنا چاہے تو اُسے چاہیے کہ وہ محمد ﷺ کے صحابہ کی پیروی کرے کیونکہ وہ اس امت کے بڑے نیک دل اور فرمانبردار لوگ ہیں، سب سے زیادہ گہرے علم والے ہیں، ان کے پاس کوئی تکلف نہیں ہے (یعنی ان کے اقوال اور اعمال علم وبصیرت پر مبنی ہوتے ہیں)، وہ سب سے زیادہ درست علم وہدایت پر ہیں، وہ سب سے بہترین حالت والے ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کے لیے چن لیا ہے، لہٰذا تم ان کے مقام اور مرتبہ کو جان لو، ان کے نقش قدم کی پیروی کرو اس لیے کہ وہ درست علم وہدایت پر تھے۔'' (جامع بیان العلم لابن عبدالبر)۔

عظمت اسلام

جب تک مسلم معاشرہ اسلامی تعلیمات کو مضبوطی سے تھامے رہا، ہر طرح کے افتراق وانتشار اور فساد وانارکی سے محفوظ رہا اور اس میں کسی طرح کی تبدیلی در نہ آسکی۔ اسلام کے تابناک ادوار میں عالم اسلام کی قوت کا راز یہی تھا اور تنزلی کے اس دور میں زبوں حالی پر قابو پانے کا راز بھی یہی ہے۔

یہ دھرتی مختلف اصول ونظریات، قوانین ونظم اور تہذیبوں پر مشتمل طرز فکر اور معاشرے کا تجربہ کرچکی ہے، اب یہ کہنا بالکل سچ ہوگا کہ اسلام کا اجتماعی نظام ان سارے نظاموں میں جسے انسانیت نے آج تک پرکھا ہے افضل، نمایاں ترین اور سعادت بخش ہے۔ اس کی آمد ہی اس لیے ہوئی ہے تاکہ زندگی کی قیادت کرے، اس کے باگ وڈور کو تھامے رہے اور انسانیت کے سامنے ایسا لائحۂ عمل پیش کرے جس کی روشنی میں وہ اپنا جادہ ومنزل متعین کرسکیں۔

اسلام نے اسلامی خاندان اور اسلامی معاشرہ کو نہایت ٹھوس، انصاف پسند، متوازن اور قرار پذیر نظام پر قائم کیا ہے جس کی بنیاد فضیلت اور تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور اسے احساسات، جذبات اور خواہشات پر کنٹرول رکھنے کے تمام حفاظتی تدابیر فراہم کیا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے نظام اسلامی کی بنیاد اخلاق حسنہ کو قرار دیتے ہوئے بایں الفاظ فرمایا: ﴿ إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ ﴾ ''مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ مکارم اخلاق کی تکمیل کردوں۔''

اور وہ بنیاد جس پر بندے کا اپنے خالق کے ساتھ تعلق قائم ہوتا ہے وہ کلمۂ شہادت ﴿ لا الہ الا اللہ ﴾ ہے جس کا مطلب ہے ''اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں''۔ اپنے پروردگار کا سچا بندہ وہی ہے جو اپنی زندگی کے ہر معاملات اور حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے، اسی پر اعتماد وبھروسہ کرے، اسی سے خوف کھائے، اور اس کی شریعت کو قائم ونافذ کرنے میں کوشاں رہے۔

عبادات نفس کو پاکیزہ ومہذب بناتے ہیں، ہر حالت میں اللہ کی نگرانی کا احساس انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ برائیوں سے رک جائے اور نیک اعمال کی بجاآوری میں جلدی کرے۔

بلکہ عبادات صلہ رحمی، عدل وانصاف، امانت ودیانت، ایفائے عہد، سچائی، جود وسخا، ربط باہم، ایثار وقربانی اور دیگر اخلاق حمیدہ پر ابھارتے ہیں، چنانچہ جب انسان کا تعلق اپنے پروردگار کے ساتھ منضبط ہوجاتا ہے تو افراد اور معاشرہ کے بیچ تعلقات کا وسیع باب کھل جاتا ہے اور پورا معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ اور اس تعلق کو بحال کرنے میں کلیدی رول دراصل توحید اور عبادت کا ہوتا ہے۔

DECEMBER .indd 13 2/19/12 1:43 PM

مولانا شمیم احمد خان ندوی سے ایک ملاقات

محمد خالد اعظمی (کویت)
khalid.azmi64@gmail.com

ناظم جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر اور صدر نیشنل مسلم فورم نیپال



مولانا شمیم احمد خان کا تعلق ملک نیپال کے ایک معروف علمی خانوادہ سے ہے جسے مسلمانان نیپال کی دینی وسیاسی قیادت ورہنمائی کا شرف حاصل رہا ہے مولانا کے چچا جناب عبدالمنان خان شاہی حکومت میں راجا کے مشیر خاص تھے اور ملکی پارلیمنٹ کے ایوان بالا (راجیہ سبھا) میں راجا کی طرف سے مقرر کردہ ممبر کی حیثیت سے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے رہے ہیں، اور انہیں حسن کارکردگی کے لیے تمغۂ امتیاز واعزاز سے بھی نوازا گیا۔

مولانا شمیم خان کے دوسرے چچا خطیب الاسلام علامہ عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تاحیات ممبر رہے اور مسلمانان نیپال کے تمام طبقات کی بھرپور نمائندگی کی۔ ملک وبیرون ملک کئی دینی وملی تنظیموں اور اداروں کے بانی، صدر اور رکن رہے۔ مرحوم خطابت میں شعلہ بیانی کی بنیاد پر 'خطیب الاسلام' سے ملقب کئے گئے۔ مرحوم کئی درجن وقیع علمی کتابوں کے مصنف تھے۔

جب کہ مولانا شمیم خان کے دادا الحاج نعمت اللہ خان مرحوم کو ملک میں پہلی دینی تعلیمی اور اقامتی درسگاہ کے قیام کا شرف حاصل رہا، اور ایک صدی قبل قائم کیا گیا یہ ادارہ آج ملک کا سب سے بڑا تعلیمی ادارہ ہے۔ ملک میں عمومی طور پر جہالت وضلالت کا دور دورہ ہونے کے باوجود بحمداللہ ان کے خاندان کو دینی ودنیوی دونوں طرح کی تعلیم کا وافر حصہ ملا ہے۔

مولانا شمیم خان کی پیدائش دسمبر 1956ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں اور جھنڈانگر وغیرہ میں ہوئی اور فراغت 1976ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ہوئی۔ مولانا اپنے اجداد کے قائم کردہ ادارہ جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈانگر کے ناظم، ماہنامہ مجلّہ 'السراج' کے مدیر مسئول، ملک گیر تنظیم نیشنل مسلم فورم نیپال کے تاسیسی ممبر اور صدر رہیں۔ کویت کے موقر ادارہ جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کے زیر اہتمام نیپال میں دعاۃ کے نگراں ہیں جن کی تعداد 60 کے قریب ہے اور 7 سالوں تک مرکزی جمعیت اہل حدیث نیپال کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔

سوال: جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر کی نظامت کے دوران کن کن مسائل سے دوچار ہوئے؟

جواب: جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈانگر کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے مجھے جن مسائل سے دوچار ہونا پڑا ان کی فہرست طویل ہے لیکن چند کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس ادارہ کے مختلف شعبہ جات میں طلباء وطالبات کی ایک بڑی تعداد ہے اور کم وبیش ڈھائی ہزار تشنگان علوم اپنی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ اسی طرح ادارہ ملک سے جہالت دور کرنے میں نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔

وزارت تعلیم کے ذمہ داران تمام دینی مدارس ومکاتب کو یکسر نظر انداز کرتے ہیں، یہاں تک کہ حکومت کی فلاحی اسکیموں اور ترقیاتی کاموں سے دینی اداروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور ان کو صرف اقلیتی ادارہ سمجھ کر ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے، نہ ہی حکومت کی طرف سے انہیں مالی تعاون ملتا ہے اور نہ ہی کسی طرح کی مراعات کا مستحق سمجھا جاتا ہے حتی کہ خود ان اداروں کی املاک اور زرعی اراضی کو ٹیکسوں سے بھی مستثنی نہیں سمجھتے، حد تو یہ ہے کہ اساتذہ کو دی جانے والی تنخواہوں پر بھی ہمیں انکم ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔

دوسرا مسئلہ: ہمارے مدارس کی اسناد کا ہندوستان کی بعض یونیورسٹیوں اور بلاد عرب کی کئی جامعات سے الحاق ہے لیکن خود ہمارے ملک کی واحد سرکاری یونیورسٹی اور وزارت تعلیم ہماری اسناد کو تسلیم نہیں کرتی جس کی وجہ سے ہمارے فارغین کو بلاد عرب کی یونیورسٹیوں میں داخلہ کرانے میں کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سوال: نیپال میں مسلمانوں کی آمد کب؟ اور کیسے ہوئی؟

جواب: نیپال میں مسلمانوں کی آمد کے سلسلہ میں سن وسال کے حساب سے تعین کرنا مشکل ہے لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ نیپال سے متصل ہندوستانی سرحدی علاقوں میں جس وقت مسلمان آباد ہوئے اسی وقت سے اندرون نیپال بھی مسلمان آباد ہوتے چلے گئے۔ کیونکہ ہمارے ملک اور ہندوستان کے مابین سرحد ہمیشہ کھلی رہی ہے۔ اسی وجہ سے ہندوستانی باشندوں کو ہمارے ملک میں ہر طرح کی مراعات وشہری حقوق حاصل رہے ہیں اور ابتداءً زمین وجائداد خریدنے کے لیے بھی نیپالی شہریت کی شرط نہیں تھی اس سے فائدہ اٹھا کر کافی تعداد میں غیر مسلموں کے ساتھ مسلمان بھی سرحدی اضلاع میں آباد ہوئے اور مساجد وغیرہ کی تعمیر کر کے اپنی اسلامی شناخت قائم کی۔

ہندو نیپال کی سرحد 800 کلومیٹر طویل اور ہندوستان کے 5 صوبوں پر مشتمل ہے یعنی اتراکھنڈ، اتر پردیش، بہار، سکم اور مغربی بنگال کے علاوہ کچھ مسلم معماروں وکاریگروں کو بادشاہوں کے ذریعہ باضابطہ نیپال میں آباد کیا گیا تاکہ ان کے ہنر وفن سے لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔

کچھ مسلمان شمالی سرحد کے راستہ تبت وکشمیر سے آئے، آج بھی ان کی اپنی علیحدہ شناخت ہے جو کاٹھمنڈو میں موجود ہیں۔ اور انہیں یہاں دستکاری اور صنعت وحرفت کو فروغ دینے کے لیے آباد کیا گیا تھا اور آج بھی وہ اپنے خاندانی پیشوں سے وابستہ ہیں۔ قالین اور شالوں کی صنعت کے علاوہ مصنوعی زیورات اور قیمتی پتھروں کا کاروبار آج بھی بڑی حد تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ نیپال کی بنی ہوئی شال کشمیر کے بعد اپنی علیحدہ پہچان رکھتی ہے تو اس میں ذرہ برابر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔

ہندوستان میں مغلیہ دور حکومت کے عہد زوال کے وقت بنگال کے آخری مسلمان نواب سراج الدولہ نے نیپال کو فتح کرنے کا بھی ارادہ کیا تھا لیکن اس کے دشوار گزار راستوں، سر بفلک پہاڑوں اور بڑی حد تک بے فیض ہونے کی وجہ سے نواب نے درمیان میں ہی اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ تاہم ملک اودھ (جس کا پایہ تخت لکھنؤ تھا) کے آخری نواب واجد علی شاہ کی ملکہ بیگم حضرت محل انگریزوں کے حملہ اور ان کے ہاتھوں اودھ کی فتح کے بعد سیاسی پناہ لے کر اپنے وفاداروں کے ساتھ ہمارے ملک تشریف لائیں اور وفات تک کاٹھمنڈو میں مقیم ہوئیں اور نیپالی جامع مسجد سے متصل

DECEMBER .indd 14 2/19/12 1:43 PM

مدفون ہوئیں۔ان کی بعض فوجیوں اور وفاداروں کی نسلیں بھی پائی جاتی ہیں۔

قصہ مختصر یہ کہ ہمارے ملک میں مسلمانوں کی آمد کے مختلف ذرائع مختلف راستے اور مختلف عہد ہیں۔اس لیے حتمی طور پر وقت کی تعیین نہیں کی جاسکتی۔

سوال: نیپال کی آبادی میں مسلمانوں کا تناسب کتنا ہے؟

جواب: نیپال کی کل آبادی 2011ء کی تازہ اعداد وشمار کے مطابق تقریباً ڈھائی کروڑ ہے، سرکاری اعداد وشمار کے مطابق مسلمانوں کی تعداد ساڑھے بارہ لاکھ ہے یعنی صرف پانچ فیصد ہے، لیکن مسلمانوں کے اپنے ذرائع ووسائل کے مطابق ان کی تعداد 7 فیصد یعنی 17 سے 18 لاکھ ہے، جب کہ بعض لوگ یہ تعداد ۲۰ لاکھ بتاتے ہیں۔

سوال: نیپالی مسلمانوں کی معاشی، سیاسی اور سماجی صورتحال کیسی ہے؟

جواب: دنیا کے نقشہ پر نیپال دنیا کا انتہائی پسماندہ اور غریب ترین ملک ہے، یوں تو اس کے عام شہری فی کس آمدنی کے حساب سے غربت وافلاس میں پوری دنیا میں سرفہرست ہیں لیکن مسلمان کچھ زیادہ ہی مفلوک الحال ہیں کیونکہ سرکاری ملازمتوں میں ان کی حصہ داری صفر کے برابر ہے خاص طور سے فوج وپولیس اور انتظامیہ میں ان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ اس وقت ملک کے کل ۷۵ اضلاع میں ایک بھی مسلمان سی ڈی او (ڈی۔ایم) اور ایس پی نہیں ہیں، تقریباً یہی حال دیگر محکموں کا ہے۔

مسلمان بالعموم چھوٹی موٹی صنعت وحرفت، دستکاری اور معمولی کھیتی باڑی کے پیشوں سے وابستہ ہیں، کارخانوں وکھیتوں میں یومیہ مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالتے ہیں بحیثیت مجموعی ان کی اقتصادی حالت دیگر برادران وطن سے زیادہ ابتر ہے اور اس جانب حکومت کی توجہ بالکل نہیں۔مسلمانوں کی تعلیمی حالت بھی کچھ اپنی بے توجہی اور حکومت کی جانبدارانہ پالیسیوں کی بدولت دگرگوں ہے۔ غریب ومتوسط گھرانوں کے لوگ دینی مدارس ومکاتب میں اپنے بچوں کو بھیجتے ہی واپس بلاکر چھوٹے موٹے روزگار یا مزدوری سے لگادیتے ہیں۔بعض غریب گھرانوں اور کچھ متوسط گھرانوں کے بچے ثانوی سطح تک تعلیم پاتے ہیں اور بہت کم تعداد ان بچوں کی ہے جو ملک وبیرون ملک کے مدارس سے عالمیت وفضیلت کی اسناد حاصل کرکے نسبتاً باعزت اور اچھی زندگی بسر کررہے ہیں۔

متمول طبقہ ہی ملک وبیرون ملک پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے بھاری اخراجات کا متحمل ہوتا ہے، اور ان میں اپنے بچوں کو پیشہ ورانہ دنیاوی تعلیم دلاکر انجینئر، ڈاکٹر، وکیل اور جج بنانے کا رجحان پایا جاتا ہے لیکن چونکہ ملک میں ان کی ملازمتوں کے زیادہ مواقع نہیں ہوتے، اس لیے اس پر بھی کامیابی سے عمل نہیں ہو پاتا، تاہم بعض اسلامی تنظیموں، اسلامک ڈیولپمنٹ بینک جدہ وغیرہ کی جانب سے کچھ محدود تعاون مسلم طلباء کے وظائف کے لیے دیا جاتا ہے۔جس سے قلیل تعداد فائدہ اٹھاپاتی ہے۔چند سالوں سے بلاد عرب میں روزگار کے مواقع پیدا ہونے پر دینی مدارس کے فارغین طلباء عرب ممالک کا رخ کرتے ہیں۔

سوال: مدارس اسلامیہ کی صورتحال کیسی ہے؟

جواب: نیپال میں مدارس کو کئی زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔پہلا ہر وہ مسلم آبادی جس میں 20 سے 50 گھر مسلمانوں کے ہوں وہاں بالعموم ایک مسجد نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے ضرور تعمیر ہوتی ہے خواہ وہ گھاس پوس ہی کی کیوں نہ ہوں، اور عموماً چھوٹی آبادیوں میں انہیں مسجدوں میں چھوٹے بچوں کے لیے دینی مکتب قائم ہوتا ہے، ایسے مکاتب کی تعداد ہزاروں میں ہے، یہ مکاتب مسلمانوں کو حرف شناس بنانے میں اہم رول ادا کررہے ہیں، البتہ ثانوی ومتوسط سطح کے مدارس اور وہ مدارس جہاں دینی مضامین متعین نظام الاوقات کے ساتھ پڑھائے جاتے ہیں ان کی تعداد ۵۰ سے بھی کم ہے۔جن میں بعض کا معیار انتہائی پست ہے۔عالمیت وفضیلت کی ڈگری دینے والے مدارس پورے ملک میں نہیں کے برابر ہیں۔بحیثیت مجموعی ان مدارس کی تعلیمی وتربیتی صورتحال بہتر تو نہیں لیکن گوارہ کیا جاسکتا ہے۔ان سب کی بنیادی وجہ حکومت کی سرپرستی کا فقدان کے ساتھ وسائل کی کمی اور اپنی کوتاہی ہے۔

سوال: مدارس کے فارغین حالات کا مقابلہ کیسے کریں؟

جواب: مدارس کے فارغین حالات کا مقابلہ کرتو سکتے ہیں لیکن موجود حالات میں یہ کام کافی مشکل ہے۔چونکہ ملک میں مسلمانوں کی آبادی کافی کم ہے اس لیے نئے نئے مدارس قائم کرکے قوم پر بوجھ ڈالنا اور بانیان مدارس کو چندوں کا خوگر بنانا قطعاً مناسب نہیں، بلکہ جو مدارس پہلے سے قائم ہیں انہیں کی تعمیر وترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ان کا تعلیمی وتربیتی معیار بلند کریں۔ آج ذمہ داران مدارس کا رونا یہ ہے کہ انہیں ذہین اور ہونہار طلباء نہیں ملتے بلکہ بعض مدارس میں ان کی سہولیات ووسائل کے باوجود طلباء نہیں ملتے، طلباء کے سرپرستوں میں تعلیم بالخصوص دینی تعلیم کی اہمیت کا احساس دلایا جائے اور غریب ونادار طلباء کو وظائف وسہولیات دے کر تعلیم کی طرف راغب کیا جائے۔اور تعلیم کی اہمیت کانفرنسوں وسمیناروں کا موضوع بنایا جائے، ناخواندگی وجہالت کے خلاف مہم چھیڑدی جائے تو یہ کام اتنا مشکل بھی نہیں اور یہ کام دینی مدارس کے فارغین ہی کرسکتے ہیں بشرطیکہ ان میں تقوی واخلاص ہو اور وہ نام ونمود شہرت طلبی اور حصول دنیا کے جذبہ سے عاری ہوں۔

سوال: نیشنل مسلم فورم نیپال کی تاسیس کن حالات میں اور کب ہوئی؟

جواب: نیشنل مسلم فورم نیپال کے مسلمانوں کی ایک متحدہ ونمائندہ تنظیم ہے، جس میں تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں کی شمولیت کے ساتھ سب کا اعتماد بھی حاصل ہے۔فورم کی تاسیس ملک میں پیش آمدہ ایسے ہنگامی حالات میں ہوئی جس نے تمام مسلمانوں کو اپنے وجود وتشخص اور ملی شناخت کی حفاظت کے لیے چوکنا وخبردار اور بہت کچھ سوچنے پر مجبور اور اپنے تمام مسلکی ونظریاتی اختلافات بھلاکر ایک جھنڈے تلے آنے کا موقع فراہم کیا۔

فورم کی تاسیس 10 سال قبل اس وقت ہوئی جب عراق میں ۱۲ بے گناہ نیپالی شہریوں کو بے رحمی سے قتل کیا اور اس واقعہ کو ٹی وی پر دکھایا۔یہ ایک سنگ دلانہ اور بزدلانہ واقعہ تھا جس کی برادران وطن کے ساتھ مسلمانوں نے بھی بھرپور مذمت کی۔لیکن راجدھانی کاٹھمنڈو اور ملک کے مشرقی اضلاع میں اس کا ردعمل شدید ہوا جس سے مسلمانوں کی املاک اور مساجد کو بھی بڑے پیمانے پر نقصان پہونچایا گیا۔ حالانکہ عراق میں ہوئے اس واقعہ میں نیپالی مسلمانوں کا کوئی قصور نہ تھا لیکن ان کے خلاف زبردست انتقامی کاروائی ہوئی اور کاٹھمنڈو میں سیکورٹی فورسیز اور پولیس وانتظامیہ کی نظروں کے سامنے ان کو نشانہ بنایا گیا۔اس سے تمام مسلمانوں کو اپنے وجود کی حفاظت کے لیے فکرمند اور ایسے حالات کے مقابلہ کے لیے متحد کردیا۔لہذا بیدار مغز مسلم قیادت نے فوری طور پر حساس وباخبر مسلمانوں کی کاٹھمنڈو میں ایک میٹنگ طلب کی جس میں ملک کے طول وعرض سے ملت کی فکر رکھنے والے مسلمانوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور نیشنل مسلم فورم نیپال کے نام سے ایک مشترکہ ملی تنظیم کی تشکیل عمل میں آئی۔

اس فورم میں اہل حدیث، دیوبندی، جماعت اسلامی، جمعیۃ علماء نیپال، مجلس تحفظ ختم نبوت، بریلوی اور سبھی فقہی مکاتب فکر کے افراد اور ان کی تنظیمیں شامل ہیں۔

DECEMBER .indd 15 2/19/12 1:43 PM

ایک سعادت مند باپ اور عظیم بیٹا

اعجاز حسینی (بنگلور)

عرب میں جس وقت شرک، بت پرستی، قتل وغارت گری، قبائلی تعصب کا عفریت عربوں کا خون بہا رہا تھا۔ جہالت کا کینسر لڑکیوں کو زندہ دفن کرا رہا تھا۔ اس وقت بھی چند ایسے نفوس موجود تھے، جو ملت ابراہیمی کے دین حنیف پر قائم تھے اور توحید کے قائل تھے۔

یہ داستان بھی ایک ایسے ہی پاک نفس کی ہے۔ حضرت زید ان سعادت مند بزرگوں میں تھے، جنہوں نے اسلام سے پہلے ہی توحید کی مٹھاس اپنے قلب میں محسوس کر لی تھی اور اپنے زمانے کے تمام فسق و فجور اور جاہلانہ رسموں سے نفرت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مشرکین کے ذبیحے سے بھی بچتے تھے۔

اسلام سے پہلے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے وادیٔ بلدح میں حضرت زید کی ملاقات ہوئی۔ (یہ تنعیم کے راستے میں ایک مقام کا نام تھا) وہاں کے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا۔

آپ نے مشرکین کے اس کھانے سے انکار کیا تو حضرت زید نے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ میں تمہارے بتوں کا چڑھایا ہوا ذبیحہ نہیں کھاتا۔

کفر وشرک سے نفرت کرنے والا یہ دل راہ حق سے دور تھا۔ ان کا توحید تک کا سفر دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ حق کی تلاش میں انہوں نے عرب سے چل کر کئی ملکوں کی خاک چھانی۔ شام پہنچ کر ایک یہودی سے اپنا مقصد بیان کیا۔ اس نے کہا کہ ''اگر اللہ کے غضب سے حصہ لینا ہے تو ہمارا مذہب حاضر ہے''۔ زید نے کہا: میں اسی سے تو بھاگا ہوں۔ پھر اس میں گرفتار نہیں ہوسکتا۔ البتہ اگر کوئی دوسرا مذہب بتا سکتے ہو تو بتاؤ۔ اس نے کہا: ایسا مذہب دین حنیف ہے۔ انہوں نے پوچھا: دین حنیف کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ ''دین حنیف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے، جو نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی، بلکہ صرف خدائے واحد کی پرستش کرتے تھے''۔

یہاں سے روانہ ہوئے تو ایک عیسائی عالم سے رہنمائی چاہی۔ اس نے کہا ''اگر اللہ کی لعنت کا طوق چاہتے ہو تو ہمارا مذہب موجود ہے۔'' حضرت زید نے کہا ''خدارا! کوئی ایسا مذہب بتاؤ جس میں نہ اللہ کا غضب ہو، نہ لعنت۔ میں ان دونوں سے بھاگتا ہوں''۔ بولا ''میرے



خیال میں ایسا مذہب صرف دین حنیف ہے''۔

غرض جب ہر طرف سے دین ابراہیمؑ کی طرف رہنمائی ہوئی تو وہ شام سے واپس ہوئے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا ''خدایا! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ اب میں دین حنیف کا پیروکار رہوں''۔

یہاں قدرے حیرت کے ساتھ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت زید کے سوال کے جواب میں یہودی اور عیسائی دونوں عالموں نے اپنے اپنے مذہب کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کا سبب بتایا۔ ایک سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے مذہب کے بارے میں یہ کھلا سچ کیوں کہہ دیا۔ اور ان کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کیوں نہ دی؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام سے کچھ پہلے کا زمانہ ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں میں ایک آخری رسول کے آنے کی خبریں دی گئی تھیں۔ یہ دونوں عالم اس رسول کے آنے کے منتظر تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ رسول بھی بنی اسرائیل سے ہوگا۔ اور دین کی طرف دعوت دے گا۔ اس لیے انہوں نے حضرت زید کو اسی دین کی طرف رہنمائی کی، جس کی طرف وہ خود بھی جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

لیکن ان لوگوں کے گمان کے برعکس جب وہ رسول بنی اسرائیل کے بجائے عرب میں مبعوث ہوا تو محض نسبی تعصب کی بنا پر اس رسول کی نبوت سے انکار کر دیا۔

حضرت زید کو اس کفرستان عرب میں اپنے موحد ہونے پر نہایت فخر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ زید کو دیکھا کہ (بعثت سے پہلے) وہ کعبہ سے پشت لگا کر کہہ رہے تھے۔ ''اے گروہ قریش! خدا کی قسم میرے سوا تم میں کوئی بھی دین ابراہیم پر قائم نہیں ہے''۔ ان کی عادت تھی کہ جاہلیت میں جب عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے تو اس اللہ لاشریک کے بندے کو ان لڑکیوں کو بچانے میں خاص لطف محسوس ہوتا تھا۔ جب کوئی ظالم باپ اپنی لڑکی کو قتل کرنا چاہتا تو یہ اس لڑکی کی کفالت اپنے ذمے لے لیتے تھے۔ اور جب وہ جوان ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے ''جی چاہے لے لو یا میری ہی کفالت میں رہنے دو''۔ (سیر الصحابہ ج2۔ بہ حوالہ بخاری)

یہ تو ایک سعادت مند باپ کی داستان تھی۔ اب ان کے ''عظیم'' بیٹے کا حال سنیے۔ ان کا یہ عظیم بیٹا کون ہے؟ یہ حضرت سعید بن زیدؓ کی ذات مبارک ہے۔ کون سعید بن زید ؓ؟ وہی جو حضرت عمرؓ کے بہنوی تھے۔ اور جب حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے قتل کے ارادے سے نکلے تو راستے میں کسی نے کہا کہ پہلے اپنی بہن کی خبر لو۔ اور حضرت عمرؓ نے اپنی بہن اور اس بہنوی پر سختیاں کیں اور دونوں کو لہولہان کر دیا۔ ان دونوں کی غیر معمولی استقامت ہی نے عمر بن خطاب کو فاروق اعظمؓ بنا دیا۔

حضرت سعید بن زیدؓ کے فضائل اور کارنامے عام طور پر منظر عام پر نہیں آئے۔ ظاہر ہے کہ وہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ مہاجرین اولین کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی۔ سن 2 ہجری میں قریش مکہ کا وہ قافلہ جو شام سے سامان جنگ لے کر واپس آ رہا تھا۔ جو بعد میں غزوۂ بدر کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اس قافلہ کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ نے ان کو اور حضرت طلحہ ؓ کو جاسوسی کی مہم پر روانہ فرمایا۔ یہ لوگ حدود شام میں داخل ہو کر کسی واقف کار کے مہمان ہوئے۔ جب قریش کا قافلہ شام سے روانہ ہوا تو یہ دونوں تمام حالات سے باخبر ہو کر قافلے سے نظر بچا کر تیزی سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن قافلے کو کچھ گن سن لگ گئی اور انہوں نے راستہ بدل لیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں کے پہنچنے سے پہلے ہی واقعہ کی خبر مل چکی تھی اور آپ نے جنگ بدر کی تیاری شروع کر دی۔ یہی وہ غزوہ ہے جس نے اسلام کو ہمیشہ کے لیے سربلند کر دیا۔

جس وقت حضرت سعید بن زیدؓ مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت

DECEMBER .indd 16 2/19/12 1:43 PM

اسلام کے غازی فاتحانہ سُرور کے ساتھ مدینہ منورہ میں داخل ہورہے تھے۔ یہاں بھی حضرت سعید بن زید ؓ کو اعزاز حاصل ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو بدر کے مال غنیمت میں حصہ عطا فرمایا۔ کیونکہ وہ بھی اس سلسلے کی ایک مہم پر تھے۔ اور بشارت دی کہ ان کو بھی بدر میں جہاد کا ثواب ملے گا۔ ان کے لیے جنت کی پیش گوئی ہے۔

غزوۂ بدر میں بذات خود شریک نہ ہونے کے علاوہ تمام غزوات میں مردانگی اور شجاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ حضرت سعید بن زید ؓ کے تفصیلی حالات کتابوں میں بہت کم ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا دل دنیاوی جاہ وحشمت، مال ودولت اور شہرت وغیرہ سے مستغنی تھا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجیے کہ عہد فاروقی میں شام پر باقاعدہ فوج کشی ہوئی تو حضرت عبیدہ ؓ کی سرکردگی میں نہایت جانبازی سے مختلف محاذوں پر کامیابی کے کارنامے انجام دئے۔ اسی دوران حضرت عبیدہ ؓ نے ان کو شام کی گورنری کا منصب عطا کیا۔ کچھ ہی عرصہ میں شوق جہاد نے ان کو اس منصب سے بیزار کر دیا۔ انہوں نے حضرت عبیدہ ؓ کو لکھا کہ ''میں ایسا ایثار نہیں کرسکتا کہ آپ لوگ جہاد کریں اور میں اس سے محروم رہوں۔ اس لیے اس خط کے ملتے ہی کسی کو میری جگہ بھیج دیجیے۔ میں عنقریب آپ کے پاس پہنچتا ہوں۔ مجبور ہوکر حضرت عبیدہ ؓ نے یزید بن ابی سفیان کو ان کی جگہ مقرر کیا اور حضرت سعید ؓ پھر میدان کارزار میں پہنچ گئے۔

حضرت امیر معاویہ ؓ کے عہد میں ایک عورت اروی نامی نے مدینہ کے عامل مروان بن حکم سے شکایت کی کہ حضرت سعید ؓ نے اس کی کچھ زمین دبالی ہے۔ اس کی جاگیر حضرت سعید ؓ کی زمین سے ملی ہوئی تھی۔ تحقیقات کے لیے دو آدمی متعین ہوئے۔ ان کو خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے مال کے آگے (حفاظت میں) قتل ہو، وہ شہید ہے۔ مروان بن حکم کو زمین دبانے والے کے لیے وعید کی حدیث سنائی۔ اس نے قسم کھانے کو کہا تو یہ دستبردار ہوگئے۔ (روایت حدیث میں احتیاط کی وجہ سے قسم نہیں کھائی) لیکن اس عورت کے حق میں بددعا کی کہ وہ اندھی ہوکر مرے۔ اور اس کے گھر کا کنواں خود اس کی قبر بنے۔ دعا قبول ہوئی، وہ عورت جلد ہی بصارت سے محروم ہوئی اور گھر کے کنویں میں ڈوب کر مری۔

ایک دفعہ کوفے کے گورنر مغیرہ بن شعبہ ؓ کے پاس آئے۔ اسی دوران ایک اور آدمی اندر آیا اور حضرت علی ؓ کی شان میں غیر مہذب کلمات استعمال کرنے لگا۔ حضرت سعید ؓ سے ضبط نہ ہوسکا۔ فرمایا۔ مغیرہ! مغیرہ! لوگ تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کے جان نثاروں کو گالیاں دیتے ہیں اور تم منع نہیں کرتے؟ اس کے بعد حضرت سعید ؓ نے عشرہ مبشرہ (دس صحابہ جن کو زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی) میں شامل آٹھ صحابہ کے نام لیے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے۔ اور اگر چاہو تو میں نویں آدمی کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ لوگوں نے اصرار کیا کہ نویں آدمی کا نام بھی بتادیں۔ جواب میں فرمایا۔ نواں میں ہوں۔ گویا حضرت سعید ؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

آپ نے اپنی بقیہ زندگی سکون وخاموشی میں گزاری۔ مدینہ کے قریب مقام عقیق میں آپ کا مستقل مسکن تھا۔ وہیں ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مدینہ لاکر (بقیع میں) سپرد خاک کیا۔

یہ تھی ایک سعادت مند باپ اور اس کے عظیم بیٹے کی کہانی... رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

چراغ منزل

مبصر الرحمٰن القاسمی (کویت)
mubassir2008@yahoo.co.in

امام حرم مدنی شیخ ایوب بن محمد یوسف



شیخ محمد ایوب بن محمد یوسف بن سلیمان مسجد قبلتین میں امام اور مسجد نبوی کے سابق امام ہیں۔ شیخ محمد ایوب سال 1372ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اور حرم پاک میں پرورش پائی، ابتدائی تعلیم کا آغاز مکہ مکرمہ سے کیا، سال 1385ھ میں وزارت اوقاف سعودی عرب کے زیر سرپرستی جاری شعبہ تحفیظ القرآن مسجد بن لادن میں شیخ خلیل بن عبدالرحمٰن کے پاس حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد مدینہ منورہ میں واقع معہد المدینہ العلمی میں داخل ہوئے اور سال 1392 میں ثانویہ کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ سال 1396ھ میں مدینہ منورہ اسلامک یونیورسٹی کے شریعہ کالج میں داخلہ لیا، اور بی اے کے بعد تفسیر اور علوم قرآن میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ سال 1408ھ میں مدینہ منورہ یونیورسٹی کے مذکورہ کالج سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، آپ کے تحقیقی مقالے کا عنوان تھا ''سعید بن جبیر کی تفسیر میں روایات سورہ یونس سے سورہ ناس تک''

اعلی تعلیم سے فراغت کے بعد شیخ ایوب نے سال 1397 سے 1398ھ تک قرآن کالج میں معاون استاذ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دی، نیز آپ شعبہ تفسیر میں تدریسی کمیٹی کے بھی رکن رہے۔ یونیورسٹی میں تدریسی خدمات کے علاوہ شیخ ایوب شاہ فہد کمپلکس برائے طباعت قرآن مجید میں علمی کمیٹی کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ شیخ موصوف کو سرزمین حرمین کی متعدد مساجد میں امامت وخطابت کا شرف حاصل ہے۔ آپ سال 1410ھ میں مسجد نبوی میں معاون امام رہے، فی الحال مسجد قباء میں نماز تراویح اور قیام اللیل میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

آپ نے برطانیہ کے شہر برمنگھم کی جامع مسجد میں بھی نماز تراویح کی امامت کی۔

سال 1394ھ سے 1403ھ تک آپ مسجد العنابیہ میں امام رہے، اور پھر 1403ھ سے مسجد عبداللہ الحسینی میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ جبکہ خطبہ جمعہ محلہ شرقیہ میں واقع مسجد احمد بن حنبل میں دیتے ہیں۔

شیخ محمد ایوب نے سرکاری تعلیم کے علاوہ متعدد مشائخ اور علماء کرام سے علوم شرعیہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے شیوخ میں شیخ عبدالعزیز محمد عثمان، شیخ محمد سید طنطاوی، شیخ اکرم ضیاء العمری، شیخ محمد الامین الشنقیطی، شیخ عبدالمحسن العباد، شیخ عبداللہ محمد العتیمان اور شیخ ابوبکر الجزائری شامل ہیں۔

نیز آپ نے متعدد قراء سے اجازت بھی حاصل کی، شیخ القراء مدینہ منورہ حسن بن ابراہیم الشاعر، شیخ احمد عبدالعزیز الزیات اور شیخ خلیل بن عبدالرحمٰن القاری سے بروایت حفص اجازت حاصل کی۔

آپ نے برطانیہ سمیت بھارت، ترکی، پاکستان، سنیگال، ملیزیا وغیرہ ملکوں کے دعوتی اسفار کئے۔ شیخ محمد ایوب کا عالم اسلامی کے مشہور ومعروف قراء میں شمار ہوتا ہے، شاہ فہد کمپلکس برائے طباعت قرآن مجید کی جانب سے آپ کی تلاوت تراویح پر مشتمل مکمل قرآن مجید کی کیسٹوں کا سیٹ تیار کیا گیا۔ اسی طرح امام موصوف کا ایک مقالہ منظر عام پر آیا جو آپ نے حافظ محمود سیبویہ کی زندگی پر تحریر کیا تھا۔

DECEMBER .indd 17 2/19/12 1:43 PM

ایک قدم، جانب منزل بس ایک قدم...

اعجاز الدین عمری (کویت)

کاروانِ زندگی ازل سے جانب منزل رواں دواں ہے۔ روئے زمیں پر جو بھی آیا مسافر بن کے آیا۔ بشر کو اپنے سفر میں ہر لحظہ یہاں ایک نیا مرحلہ درپیش رہتا ہے۔ قافلے راہ بھٹکتے بھی ہیں... رہ پہ چلتے بھی ہیں... اس سفر میں منزل بہرصورت مقدر ہے۔ نادان و کم عیار و کم ہوش ہیں وہ جو مرحلوں کو منزل سمجھنے کی غلطی کرتے ہیں۔ ہوش مند و اہل خرد ہر حال میں رازِ حیات سے آگہی رکھتے ہیں۔ جن کے حوصلے بلند ہوتے ہیں وہ شمع جلا کر بھی تیرگی کا مقابلہ کرتے ہیں مگر جن کی آنکھیں بیمار ہیں آفتاب کی روشنی بھی ان کے اندھیروں کو مٹا نہیں سکتی۔ کتنے ہیں جو خوابوں کو پلکوں پر سجائے رکھتے ہیں مگر وہ ان کی تعبیر تلاش کرنے کی ہمت نہیں کر پاتے، کل کی ناکامی سے دل گرفتہ اور مستقبل کے اندیشوں میں گرفتار یہ لوگ اپنے 'آج' کو بھی کھو دیتے ہیں۔ اور کتنے ایسے ہیں جن کے دل و دماغ پر صرف سفر کا دھن سوار رہتا ہے۔ راہ کے خار اور سنگریزے، کوئی چٹان، کوئی پہاڑ، دریا و منجدھار، موجہائے سرکش اور طوفان بلاخیز..... ان کا قدم نہیں روک سکتے۔ ان کی روح عقابی ہوتی ہے اور جن کی روح عقابی ہوتی ہے ''نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں''۔ وہ ایک نشیمن کے کھو جانے کے غم میں دل برداشتہ نہیں ہوتے بلکہ نئے آشیانوں کی جستجو میں لگ جاتے ہیں۔ ان کا مسلک شاہینی ہوتا ہے اور ان کا مقصد آسمان کی بلندیوں کو چھونا ہے۔

زندگی کے سفر میں اپنے خوابوں کی سمت میں آگے بڑھنے کی سب سے بہترین تدبیر یہ ہے کہ آدمی منزل مقصود کی جانب قدم بڑھائے اور ایک وقت میں صرف ایک قدم بڑھائے اور سوئے منزل چلتا رہے۔ چلنا انسان کا مقدر ہے اور جب چلنے کا عمل رک جاتا ہے تو امکانات کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں۔

چلتے ہی رہو چلنا انسان کا مقدر ہے ٹھہرو گے تو پیروں میں زنجیر جنم لے گی

آدمی اپنے کاندھوں میں اتنا ہی بوجھ لا دسکتا ہے جتنا اس کا بدن برداشت کرسکتا ہے۔ مگر جن کے عزائم پہاڑی اور جن کا یقین چٹانی ہو وہ اپنے کاندھوں میں ایک دنیا کا بوجھ ڈھوتے ہیں۔ ان کی زبان کبھی ناتوانی کی شکایت نہیں کرتی۔

پونچھ لے اپنے آنسو کو، دیکھ ہر سو بکھری تری روزینہ ہے
تھام لے اپنے ارمانوں کو، زہر ہے ارماں جو دیرینہ ہے
روک لے اپنے سارے کل کو، کل اب قصۂ پارینہ ہے

کل کا فسانہ بھول بھی جا، کل تاریخ کا حصہ بن بھی چکا ہے
سارے غموں کو آغوش میں لے کر کل کا سورج ڈھل بھی چکا ہے
سن لے! کل تو ماضی کے بَن میں دور کہیں کھو بھی چکا ہے

اب کل کو نہیں بدلا جائے گا..... اب کل کو بدلا نہیں جاسکتا
کل تیرا آئینہ ہے..... اس آئینہ کو کبھی توڑا نہیں جاسکتا
قسام ازل کی تحریروں کو... کبھی مٹایا بھی تو نہیں جاسکتا

اندیشوں سے ڈرتا کیا ہے، کیوں کتراتا ہے چلنے سے؟
''موت کا اک دن معین ہے''! تو مرنہیں جائے گا چلنے سے
تو کیا جانے رستہ کیسے بنتا ہے؟ پوچھ لے بہتے پانی سے

مت سوچ کیا آگے ہونے والا ہے، کیا پیش آنے والا ہے؟
صحرا ہے کہ دریا ہے یا کیا طوفان بھی اُٹھنے والا ہے؟
کیوں پیچ و تاب کھاتا ہے؟ ہونے دے جو ہونے والا ہے

تیرے پاس چند لمحے ہیں، وہ بھی مائل بہ فنا رہتے ہیں
سیمابی طبیعت رکھتے ہیں، روکے سے کب رکتے ہیں؟
برق ہو جیسے جب چلتے ہیں اور مانند برف پگھلتے ہیں

تاریخ بنی ہے ان لمحوں سے، ہوتا ہے تو بھی ان سے پیدا
تہہ کر غفلت، اُٹھ بھی جا، وہ دیکھ سحر ہے افق سے پیدا
نفَس ہو تیرا شعلہ بار، آنکھوں میں چمک ہو یقیں سے پیدا

علم الغیب کا دانا وہ ہے... تو بس آگے بڑھتا جا
عزم و توکل کی دولت لے اور قدم بڑھاتا جا
امیدوں کی شمع جلائے یاس کی رات میں چلتا جا

چل کہ اب راہ کی کوئی موڑ تجھے موڑ نہ پائے بھی
چل کہ اب کوئی ڈراؤنا خواب تجھے روک نہ پائے بھی
چل کہ اب کوئی بھی جلوہ تیرا ہوش اڑا نہ پائے بھی

بدلے گی یہ دنیا بھی اک دن، تو دل میں ذرا ٹھان تو لے
بدلیں گے تیرے سارے حالات پہلے زادو سامان تو لے
لیس للانسان الا ما سعی ....کا سُن خدائی فرمان تو لے

ایک قدم بڑھانا بس ایک قدم جانب منزل، پھر دیکھنا
تو کہیں ہو تجھے ڈھونڈتی آئے گی زندگی لاچار سی، دیکھنا
ڈال دے گی دامن میں تیری، ساری خوش بختیاں دیکھنا

گھٹ گھٹ کے جینا بھی کیا جینا ہے..؟ اب تو کہرام مچا
کب تک خاموش رہے گا، چلا کر بول اور کہرام مچا
پھر سب کی نظریں ہوں گی تجھ پر، بس ایک بار کہرام مچا

بزم جہاں ویراں تھی پہلے تجھ سے اس میں رونق آئی
تیرے نام کا پھول کھلا جب، گلشن ہستی میں رونق آئی
تو ''جوہر آئینۂ ایام'' بنا تو اس آئینہ میں رونق آئی

مٹی سے تیری تخلیق ہوی ہے، اور مٹی کی طبیعت تخلیقی ہے
ہر روز نیا اک سورج تو اُگا کہ تیری طبیعت تخلیقی ہے
پھر کیا مصرف ایسے جینے کا جب کام نہ کوئی تخلیقی ہے

اُٹھ باندھ کمر کہ جیون، سادہ تو ہے آسان نہیں ہے
اس باغ کا ہر پھل میٹھا ہے، اس کو پانا آسان نہیں ہے
ساحل کا نظارہ تو ہے رومانی، گوہر پانا آسان نہیں ہے

مت بھول کہ موقع دروازے پر اک بار ہی دستک دیتا ہے
جب بھی دستک دیتا ہے فتنے بھی ساتھ میں لاتا ہے
اک ذرّہ سونا بھی سومن مٹی کے انبار کے نیچے ہوتا ہے

☆☆☆

DECEMBER .indd 18 2/19/12 1:43 PM

تفہیم کی غلطی

پچھلے دنوں میری ملاقات چند انجینئرس سے ہوئی۔ بات چیت کے دوران ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے! اس بات پر وہ بھڑک اٹھے، کہنے لگے کہ آپ خود تو نماز نہیں پڑھتے، اور دوسروں پر حکم لگاتے ہیں۔ اس معاملہ پر دونوں کے درمیان تنازعہ کھڑا ہوگیا، تو میں نے مداخلت کی اور انھیں سمجھایا کہ آپ کا یہ کہنا غلط ہے کہ جو آدمی نماز نہ پڑھے، وہ دوسروں کو نماز پڑھنے کے لیے بھی نہ کہے۔ میں نے انھیں بتایا کہ کسی کا بے نمازی ہونا، اس سے نماز پڑھنے کے لیے کہنے کا حق نہیں چھینتا۔ میں نے انھیں بتایا کہ ایک بے نمازی کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسروں سے کہے کہ لوگو، نماز پڑھو۔ اسی طرح ایک شرابی کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ لوگوں سے کہے کہ لوگو، شراب مت پیو! صرف شراب پینے سے کسی سے شراب کو Prohibit کرنے کا حق نہیں چھینا جاسکتا۔

میں نے انھیں بتایا کہ جو لوگ اس طرح کی بات کرتے ہیں وہ اپنی بات کے جواز میں قرآن کی اس آیت سے دلیل لاتے ہیں۔ ''کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟''۔ (سورہ البقرہ آیت نمبر 44)

میرے خیال میں لوگ اس آیت کے تقاضے کو نہیں سمجھ سکے۔ لوگوں سے اس معاملہ میں تفہیم کی غلطی ہوئی ہے۔ یہاں جو یہ کہا گیا ہے کہ

'دوسروں کو بھلائیوں کا حکم لگاتے ہو، اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو' تو اس میں زور اس بات پر نہیں ہے کہ دوسروں پر حکم مت لگاؤ بلکہ زور اس بات پر ہے کہ تم جو دوسروں سے کہو وہ خود بھی کرو۔ کلام کا زور 'خود بھی کرو' پر ہے نہ کہ 'تم حکم مت لگاؤ' پر۔ میں نے انھیں بتایا کہ اگر ایک شخص شراب پیے، تب بھی اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسروں سے کہے کہ لوگو، شراب مت پیو۔ کسی سے محض شراب پینے کی وجہ سے شراب کو Prohibit کرنے کا حق نہیں چھینا جاسکتا۔ میں نے انھیں بتایا کہ اس معاملہ میں آپ کو مچھلی سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ زمین کے تمام جاندار آکسیجن پر زندہ ہیں۔ فضاؤں میں آکسیجن ہے تو زندگی ہے۔ آکسیجن نہیں تو زندگی بھی نہیں۔

مچھلی کا سبق: مچھلی بھی آکسیجن لیتی ہے۔ لیکن اس کا آکسیجن پانی میں گھلا ہوتا ہے۔ مچھلی (Desolved) آکسیجن لیتی ہے۔ مچھلی کے سر پر ایک کٹی ہوئی جگہ ہوتی ہے، جسے سائنسی زبان میں Gills کہا جاتا ہے۔ مچھلی اسی Gills سے آکسیجن لیتی ہے۔ جیسے ہی پانی Gills سے گزرتا ہے، مچھلی اس سے آکسیجن لے لیتی ہے اور پانی کو چھوڑ دیتی ہے۔

یہی کسی انسان کو کرنا ہے۔ جب اس کے سامنے حق آئے تو وہ اسے لے لے اور لانے والے کو چھوڑ دے۔ حق کے معاملہ میں وہ یہ نہ دیکھے کہ اسے لانے والا کون ہے، وہ حق کو دیکھ کر اسے قبول کرلے۔ جس طرح مچھلی پانی سے آکسیجن کو لے لیتی ہے اور پانی کو چھوڑ دیتی ہے اسی طرح انسان کو حق کو لے لینا ہے اور لانے والے کو چھوڑ دینا ہے۔ اگر کسی کے سامنے حق آئے اور وہ اسے صرف اس لیے ٹھکرادے کہ لانے والا اسی کی طرح تھا تو اس نے گویا کبر کی بنیاد پر حق کو ٹھکرادیا۔ اس پر کبر کے زیر اثر حق کو ٹھکرانے کا عذاب ہوگا۔

آدمی کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں حق کی قدر کرے۔ وہ حق قبول کرنے کے معاملہ میں مچھلی بن جائے، جس طرح مچھلی پانی سے آکسیجن کو لے لیتی اور پانی کو چھوڑ دیتی ہے، اسی طرح انسان کو حق کو قبول کرنا ہے اور لانے والے کو چھوڑ دینا ہے۔ میرے نزدیک اس معاملہ میں یہی حکمت کی بات ہے۔

محمد آصف ریاض
asif343@gmail.com

کامیابی کا راز

کوئی کامیابی پہاڑ کی شکل میں آسمان سے نہیں اترتی ہے۔ ہر کامیابی کی جڑ کسی چھوٹی کامیابی میں پیوستہ ہوتی ہے۔

اسٹیفن ہاکنگ موجودہ دور کے مایہ ناز سائنسداں ہیں۔ ہاکنگ کو آئن سٹائن کے بعد گزشتہ صدی کا سب سے بڑا سائنسداں سمجھا جاتا ہے۔ وہ 30 سالوں تک کیمبرج یونیورسٹی میں علم حساب کے 'لوکیسین پروفیسر' رہے۔ یہ وہی عہدہ ہے، جس پر کبھی معروف سائنسداں سر اسحاق نیوٹن فائز تھے۔ اسٹیفن ایک خطرناک قسم کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ وہ نہ ہاتھ پاؤں ہلا سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں۔ لیکن وہ دماغی طور پر صحت مند ہیں اور اپنا کام مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہاکنگ کا زیادہ تر کام بلیک ہولز اور تھیوریٹیکل کاسمولوجی کے میدان میں ہے۔ ان کی ایک کتاب (A brief history of time) 'وقت کی مختصر تاریخ' کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ سائنس کی دنیا میں یہ ایک انقلابی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ یہ آسان الفاظ میں لکھی گئی ایک اعلیٰ کتاب ہے جس سے طلبا اساتذہ اور محققین بیک وقت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اسٹیفن نے اپنی اس کتاب کے اعتراف (Acknowledgments) میں اپنی پہلی کتاب (The Large Scale Structure of Spacetime) ''شائع 1973'' کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''میں قارئین کو اس بات کا مشورہ نہیں دوں گا کہ وہ میری پہلی کتاب کو پڑھیں، یہ بہت زیادہ ٹیکنیکل کتاب ہے، اور ایسی ہے جسے سمجھا نہیں جاسکتا، مجھے لگتا ہے کہ میں نے اس عرصے میں یہ جانا ہے کہ چیزوں کو آسان اور قابل فہم بنا کر کس طرح پیش کیا جاتا ہے''۔

ہاکنگ کی کتاب دی لارج اسکیل آف اسپیس ٹائم اور وقت کی مختصر تاریخ کے درمیان تقریباً 16 سال کا وقفہ ہے، اس سولہ سال میں ہاکنگ نے جانا کہ لکھا کس طرح جاتا ہے۔

یہی کسی کامیابی کا راز ہے۔ کوئی کامیابی پہاڑ کی شکل میں آسمان سے نہیں اترتی ہے۔ ہر کامیابی کی جڑ کسی چھوٹی کامیابی میں پیوستہ ہوتی ہے، جس طرح کوئی تناور درخت کسی گمنام دانے سے نکلتا ہے، اسی طرح کوئی بڑی کامیابی کسی نامعلوم چھوٹی کامیابی سے پھوٹتی ہے۔

آدمی کو کامیابی کے اسی راز کو جاننا ہے۔

آدمی لکھتے لکھتے لکھنا جانتا ہے، اور پڑھتے پڑھتے پڑھنا۔ وہ بولتے بولتے بولنا جانتا ہے، اور چلتے چلتے چلنا۔ اس معاملہ میں کسی کا کوئی استثنا نہیں۔

کڑی کڑی ملتی ہے، تب زنجیر بنتی ہے، لفظ لفظ ملتے ہیں، تب جملہ بنتا ہے، قطرہ قطرہ ملتا ہے، تب دریا بنتا ہے۔ قدم قدم بڑھتے ہیں، تب کوئی منزل طے پاتی ہے، اینٹ اینٹ ملتی ہے، تب کوئی عالیشان قلعہ وجود میں آتا ہے۔ لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ لوگ اس وزڈم سے بے خبر ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ہر بڑی کامیابی کی جڑ چھوٹی کامیابی کے اندر ہوتی ہے، جیسے درخت بیج کے اندر ہوتا ہے۔

ہر شخص لمبی چھلانگ لگانے کی فکر میں ہے، ہر شخص ایک ایسی اڑان بھر رہا ہے جس کے لیے ابھی اس کے اعضا تیار نہیں ہیں۔

DECEMBER .indd 19 2/19/12 1:43 PM

سنئے! آپ کا بچہ آپ سے کیا چاہتا ہے؟

تحریر و تحقیق: اشتیاق احمد

ہماری کھلتی کلیاں ہم سے کیا چاہتی ہیں؟ اور ان کے تئیں ہماری کیا کوتاہیاں ہوتی ہیں؟ بچوں کی زبانی والدین کے نام یہ شکایتیں ہیں جن کی دوسری قسط حاضر خدمت ہے، ہر والدین اور مربی کے لیے اس کا مطالعہ نہایت ناگزیر ہے:



- مجھے اچھی اچھی کتابیں پڑھنے کو لا کر دیں۔ گلدستہ قرآن، انمول، منزل، کہانی ایک لڑکے کی، زندہ بادمشغلہ، دو آنسو، سکارف، چندہ ماموں دور کے، نیک چڑیاں عظیم عطیہ، روشن راستہ، دلچسپ منصوبہ، فضائی حملہ، کالا پتھر، گمنام محسن، پھول اور کانٹے، علم کا اجالا، تین دوست، خزانہ، واپسی، کاہلوں کی شہزادی، آزادی کا دن، اچھے بچوں کی اچھی عادتیں، عقل مند کون؟، اور اچھا بچہ کون؟ وغیرہ تربیتی کہانیوں کی بہترین کتابیں ہیں۔ میرے عرفان نے اپنے گھر میں ایسی کتابوں کی بھی ایک لائبریری بنائی ہوئی ہے۔
- میرا سب سے قیمتی اثاثہ آپ دونوں کی آپس کی محبت ہے۔
- مجھے مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے ابھی سے ذہنی طور پر تیار کریں۔
- یاد رکھیں! آپ کی دیانت داری، مستقل مزاجی اور راست گوئی میری شخصیت کو مضبوط اور پر اعتماد بنانے کیلئے بہت ضروری ہے۔
- مجھے اپنے جیب خرچ میں سے کچھ رقم بچانے کی عادت ڈالیں۔ اگر ممکن ہو تو مہینے بھر کا جیب خرچ اکٹھا ہی دے دیا کریں تاکہ میں اسے منصوبہ بندی کے ساتھ خرچ کر سکوں۔
- میرے سوالوں کا جواب دیں چاہے احمقانہ ہی کیوں نہ ہوں۔
- جب میں کسی سے برے رویہ سے پیش آؤں تو ضرور نشاندہی کریں مطلوب اور غیر مطلوب رویوں سے مجھے اچھی طرح آگاہ کریں۔
- اگر میں اپنا ہوم ورک اچھے طریقے سے نہ کر پاؤں تو بجائے برہم ہونے کے میری مدد کریں۔
- مجھے اپنے غصہ پر قابو پانے کا فن سکھائیں۔
- اس بات کو یقینی بنائیں کہ جب کوئی میرا دوست/سہیلی ہمارے گھر آئے تو آپ اسے خوشدلی سے خوش آمدید کہیں۔
- میرے ساتھ مایوسی اور دل شکنی کی باتیں ہرگز نہ کریں بلکہ ہمت اور حوصلہ افزائی کرنے والی باتیں کریں۔
- بات کو اس انداز سے شروع نہ کریں کہ جب میں تمہاری عمر کا تھا/تھی تو..... کیونکہ ہر کوئی ہر عمر میں مختلف صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے۔
- مجھے اپنی آزادی دیں مگر اپنی نگرانی میں۔
- جب میں اپنے دوستوں/سہیلیوں میں ہوتا/ہوتی ہوں تو براہ مہربانی میرے ساتھ ہی چمٹے رہنے سے گریز کریں۔
- مجھے سب کے سامنے برا بھلا کہنے کی بجائے علیحدگی میں سمجھائیں۔
- آپ کی طرف سے میرے ماتھے پر دیا ہوا بوسہ میرے سر کو فخر سے بلند کر دیتا ہے۔
- آپ کے منہ سے نکلے ہوئے تعریفی کلمات میری کامیابی کی منزل کو قریب تر کر سکتے ہیں۔
- اپنے قیمتی وقت میں سے میرے لیے کچھ وقت ضرور نکالیں۔ پاس بیٹھیں، مسکرائیں، کھیلیں یا کوئی دلچسپ سرگرمی کریں۔ مجھ سے میری عمر کے مطابق توقعات وابستہ کریں۔
- آپ کا میرے ساتھ مزاح اس بات کی علامت ہے کہ آپ میرے دوست بھی ہیں۔
- آپ کی طرف سے میرے دوستوں/سہیلیوں کی عزت افزائی کے نتیجے میں جب وہ آپکی تعریف کرتے/کرتی ہیں تو میرا دل خوشی سے پھولے نہیں سماتا۔
- جن باتوں سے آپ مجھے روکنا چاہتے ہیں آپ کو خود بھی ان سے رکنا پڑے گا۔
- جب میں محبت سے آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھتا/رکھتی ہوں تو آپ اپنے کندھے کو جھٹک کر ناگواری کا تاثر نہ دیا کریں۔
- بیماروں کی تیمارداری اور مدد کیلئے مجھے اپنے ساتھ لے جایا کریں۔ ان کی تیمارداری اور مدد کر کے مجھے روحانی خوشی ملتی ہے۔ ہمدردی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- مجھے مسنون دعائیں ترجمے یاد کروائیں اور مشکل اوقات میں ان دعاؤں کا سہارا لینے کی عادت ڈالیں۔
- آپ کا میری باتوں کو غور سے سننا اس بات کی علامت ہے کہ آپ مجھ سے واقعی محبت کرتے ہیں مگر جب آپ میری بات کو ادھورا سنتے ہیں یا سنی ان سنی کر دیتے ہیں تو مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔
- میرے سامنے اپنے آپ کو پرسکون رکھا کریں۔
- مجھ پر ضرورت سے زیادہ پہرے نہ لگائیں میں غلطیاں نہیں کروں گا/نہیں کرونگی تو سیکھوں گا/سیکھوں گی کیسے؟
- میرے دوستوں/سہیلیوں کے کپڑے اور بال نہ دیکھیں۔ آخر وہ میرے دوست/میری سہیلیاں ہیں۔ ہاں اگر برے کردار کے بچوں کے ساتھ دوستی کروں تو ضرور اصلاح فرمائیں۔
- اگر کبھی کبھی لیٹ پہنچوں تو برا بھلا کہنے کے بجائے وجہ ضرور پوچھ لیں۔ ہوسکتا ہے میرے پاس کوئی معقول دلیل ہو۔
- حقائق کی چھان بین کیے بغیر مجھ پر کوئی الزام نہ لگائیں۔
- مجھے بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے شفقت کرنا سکھائیں۔
- اگر میری فیملی کی کوئی فوٹو البم ہو تو مجھے ضرور دکھائیں۔ اور اس کے ذریعے مجھے اپنے رشتہ داروں کی شناخت کرائیں۔
- اپنے آپ کو والدین کے مقام پر ہی فائز رکھیں۔ پولیس مین بننے سے گریز کریں۔
- میرے سونے کے کمرے میں ایسے چارٹس اور پوسٹر لگائیں جن پر مایوسی ختم کرنے، اخلاق سکھانے اور جدوجہد پر آمادہ کرنے والی قرآنی آیات، احادیث، اقوال، ضرب الامثال اور اشعار لکھے ہوئے ہوں۔
- مجھے حسد، کینہ، چغلی، اور بہتان کے معنی، مفہوم اور ان کے نقصانات سے آگاہ کریں۔
- مجھے "تم" اور "تو" کی بجائے ہمیشہ "آپ" کا استعمال سکھائیں۔
- آپ دونوں آپس میں جھگڑا کرنے سے پہلے سوچ لیں کہ آپ کے جھگڑے کو سننے اور اس سے متاثر ہونے والا شخص میں ہوں۔ (جاری)

DECEMBER .indd 20 2/19/12 1:43 PM

محمد خالد اعظمی (کویت)

عالمی خبریں

بیت المقدس کی تاریخ اور تعلیمی نصاب

خرطوم۔ فلسطینی وزیراعظم اسماعیل ہانیہ نے عالم اسلام اور عرب ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ بیت المقدس کی تاریخی اور تہذیبی اہمیت کو فراموش ہونے سے بچانے کے لئے القدس کو اپنے تعلیمی نصاب میں شامل کریں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ہم بیت المقدس کو دشمن کے قبضے سے چھڑانا چاہتے ہیں تو ہمیں شہر مقدس کے باشندوں کی سیاسی، مادی، معنوی اور اخلاقی ہر میدان میں مدد کرنا ہوگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ عرب ممالک میں آنے والی تبدیلی کی تحریکوں کو ''مقدس انقلابات'' کا نام دیا جانا چاہئے کیونکہ ان انقلابات کے نتیجے میں عرب ممالک میں بیداری اور آزادی کی لہریں اٹھی ہیں۔

بو عزیزی 2011 کی خاص شخصیت

لندن۔ برطانیہ کے (دی ٹائمز) اخبار نے تیونس کے باشندہ محمد بوعزیزی کو سال کی خاص شخصیت قرار دیا ہے جن کی خودسوزی ان شورشوں کو ہوا دی ہے جو عرب دنیا کے انقلاب کا محرک ہے، 26 سالہ بوعزیزی کے یہ اقدام نے ملازمتوں کے نہایت کم امکانات اور مواقع کے ساتھ گزر بسر کرنے والے لاکھوں عربوں کو سڑکوں پر نکل آنے پر مجبور کیا اور تبدیلی کی لہر پیدا کی۔

فلپائنی اداکارہ مشرف بہ اسلام

ریاض: ٹی وی شوز میں نظر آنے والی فلپائن کی مقبول ترین گلوکارہ کوئن پیڈیلا مشرف بہ اسلام ہوگئی ہیں، ایک انٹرویو میں اس نے کہا کہ اب وہ شوبزنس سے اپنا ناطہ توڑ رہی ہیں۔ اپنی فلموں اور پروگراموں کے پروڈیوسرس اور ڈائرکٹرس کی جانب سے دباؤ ڈالے جانے سے متعلق سوال میں انہوں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ آیا میں ساری زندگی اللہ کی نافرمانی میں گزاردوں گی یا پھر مجھے اچھے مسلمان کی طرح اسلام پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزارنا چاہئے۔ مجھے کافی کشمکش سے گزرنا پڑا جس کے بعد میں نے شوبزنس چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ قبول اسلام کے بعد اب میرا ذہن و دل پاکیزہ ہوگیا ہے۔

فیس بک کے باعث طلاق؟

لندن۔ ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ دو سالوں میں دنیا بھر میں ہونے والی ایک تہائی طلاقوں کا سبب کسی نہ کسی طرح فیس بک رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال برطانیہ میں فائل کئے گئے پانچ ہزار طلاق کے کیسوں میں سے ۳۵ فیصد میں فیس بک کا ذکر موجود ہے۔ قانونی ماہرین کے مطابق فیس بک پر ہونے والی دوستیاں اور تعلقات شادی شدہ جوڑوں کی زندگی میں تلخی بڑھانے کا سبب بنتے ہیں اور بعض اوقات اس کے ذریعے شوہر یا بیویاں اپنے ساتھی کی ایسی مصروفیت کے بارے میں بھی جان لیتے ہیں جن سے وہ عموماً بے خبر ہوتے ہیں اور یوں نوبت طلاق تک پہونچ جاتی ہے۔

امریکن عورتیں اور جنسی تشدد

امریکا۔ امریکا میں ایک سروے کے مطابق ہر پانچ میں سے ایک عورت زندگی میں کبھی نہ کبھی جنسی تشدد کا شکار ہوتی ہے۔ زیادتی کی شکار نصف خواتین کا کہنا تھا کہ انہیں ان کے موجودہ یا سابق دوست یا شوہر نے جنسی تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔ وہاں جنسی زیادتی سے مراد نشے کی حالت میں یا جبراً جنسی تعلق قائم کرنے کو قرار دیا جاتا ہے۔ امریکہ میں ایک منٹ کے دوران پچیس لوگ جنسی زیادتی، تشدد یا تعاقب کا نشانہ بنتے ہیں۔

ایک سال کے دوران دس لاکھ عورتوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات سامنے آئے ہیں، ساٹھ لاکھ سے زائد مرد اور خواتین کا تعاقب کیا گیا جبکہ ایک لاکھ بیس ہزار مرد و خواتین نے اپنے ہی ساتھی کی جانب سے جنسی زیادتی، جسمانی تشدد یا تعاقب کئے جانے کی شکایت کی۔ اور ہر سات میں سے ایک مرد بھی اپنے ساتھی کے ہاتھوں شدید نوعیت کے جسمانی تشدد کا شکار ہوا۔ دوسری جانب مردوں میں بھی ہر سات میں سے ایک مرد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا یا اس کے ساتھ ایسا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور پچیس فیصد مردوں کو دس سال سے کم کی عمر میں جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

قومی ترانہ کی سنچری مکمل

نئی دھلی۔ ہندوستان کے قومی ترانہ (جن گن من) کے ایک سو سال مکمل ہوگئے۔ 27 دسمبر 1911ء کو انڈین نیشنل کانگریس کے کلکتہ اجلاس میں پہلی بار یہ ترانہ گایا گیا تھا۔ نوبل انعام یافتہ رابندر ناتھ ٹیگور نے یہ ترانہ قلم بند کیا تھا۔ دستور ساز اسمبلی نے 24 جنوری 1950ء میں اس ترانہ کو منظور کیا تھا۔ 1911ء ہی میں ٹیگور نے بنگالی سے انگریزی میں (جن گن من) کا ترجمہ کیا۔



''مصباح'' میری نظر میں

ماہنامہ ''مصباح'' کویت میں مقیم اردو دوست طبقے کے لیے رشد و ہدایت کا سا فریضہ سرانجام دینے کے سفر پر مائل بہ پرواز ہے، اس کے توسط سے قاری قلیل وقت میں کثیر معلومات سے ہمکنار ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں ایمان افروز مضامین، اصلاحِ احوال کی فکرمندی، حالات حاضرہ کی کشاکش، کویت کے سیاحتی دورے پر تشریف لانے والے علمائے حق کی پذیرائی اور آگہی، علمِ طب جیسی زریں معلومات، دینی سرگرمیوں کی پیشگی اطلاع، شعروادب کی پُرکاری، مزید برآں لجنۃ التعریف بالاسلام کی دعوتی سرگرمیاں اور پیغمبرانہ مشن پر کاربندی اس ماہنامہ کے مستقل موضوعات ہیں۔

اُردو زبان و بیان کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے بھی اس ماہنامہ کا کردار قابلِ ستائش ہے۔ مستقبل کا مؤرخ جب بھی کویت میں اردو کی نسبت سے کچھ مرتب کرے گا تو مصباح کے باقاعدہ کردار اور سماج پر اس کے اثرات سے صرفِ نظر نہیں کر سکے گا، کیونکہ مہینے کے آغاز میں اس کا قاری اس کے حصول کا متلاشی اور متجسس دکھائی دیتا ہے۔

القصہ اس ماہنامہ کی ہر دلعزیزی اور باقاعدگی کا سبب اس کے منتظمین کے فکری رویئے ہیں جس کے فروغ کے لیے وہ 'آتشِ زیرپا' ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول میں تاحال کامیاب ہیں۔

دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور اجر سے نوازے۔

آمین

رانا اعجاز حسین۔ ایڈوکیٹ
ممبر انٹرنیشنل بار ایسوسی ایشن۔ انگلینڈ
مکتب المحامی مبارک سعدون المطوع

DECEMBER .indd 21 2/19/12 1:44 PM



ماہنامہ ''مصباح''، خلیجی ممالک میں اپنی نوعیت کا ایک کثیر الاشاعت اردو مجلّہ ہے۔

اس میں اشتہار دے کر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجئے!

ہماری شرط

اشتہار غیر شرعی، غیر مہذب اور بے حیائی پر مبنی نہ ہو

	Description	Advertisement Rate	30% Discount for One year	20% Discount for one Month
1	Inside Page of Front Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
2	Inside Page of Back Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
3	Single Page Inside	KWD 100	KWD 70	KWD 80
4	Two middle pages	KWD 200	KWD 140	KWD 160
5	Back Cover Page	KWD 200	KWD 140	KWD 160

Half Page : Half of the above mentioned rates ❖ Quarter Page : Quarter of the above mentioned rates

Contact:

Email:safatalam12@yahoo.co.in, Tel.No. 22444117 ext.104, 97257389

DECEMBER .indd 22 2/19/12 1:44 PM